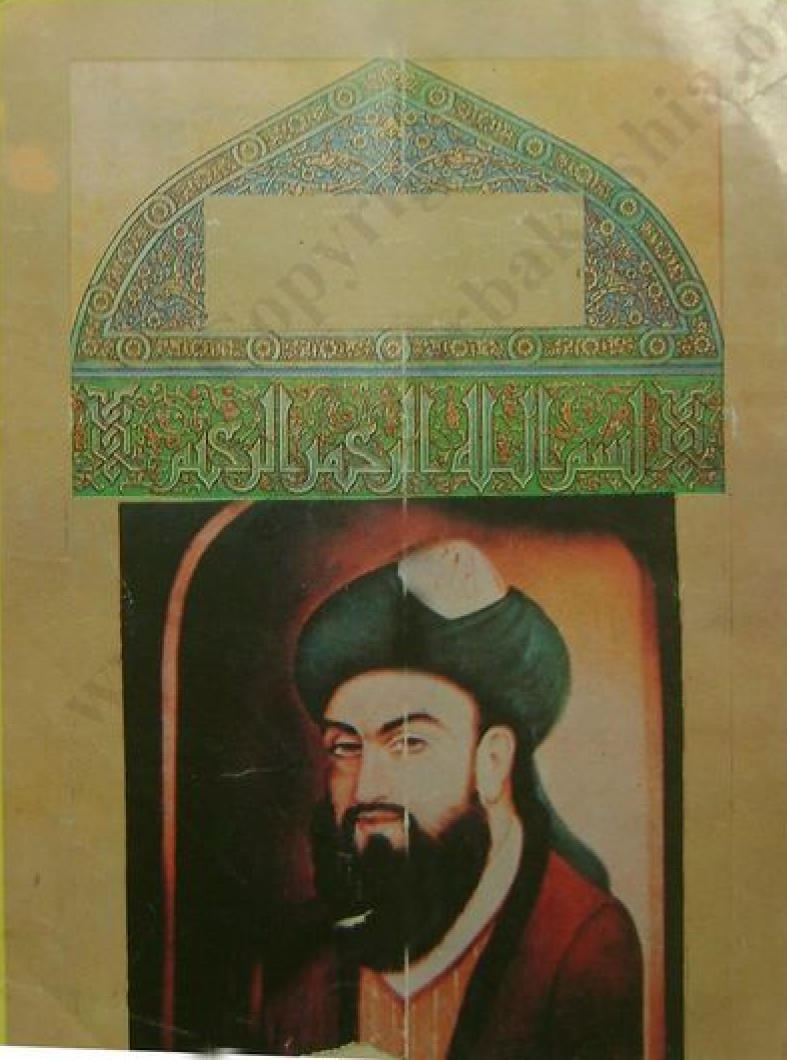
احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۳۲ | قیمت بارہ روپے | اگست ۱۹۹۷ء



عظیم دینی درسگاہ مدرسہ شاہ ہمدان

سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ (رجسٹرڈ) سکردو بلتستان کے اراکین اور مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کے منتظمین نے دینی ادارے کو چلانے کے لئے نوربخشی عوام سے ایک بار ہنگامی چندہ اور سرکاری، نیم سرکاری ملازمین، کاروباری حضرات سے مستقل طور پر ان کی آمدنی کا ڈھائی فیصد چندہ ماہوار لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

یاد رہے کہ فی زمانہ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو ہی وہ واحد درسگاہ ہے جس سے احیائے تصوف اور اتحاد ملی کی تمام تر امیدیں وابستہ ہیں اور جہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید اور مروجہ علوم کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

لہٰذا تمام نوربخشی پیروکاروں سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس کارخیر میں بھرپور طریقے سے تعاون کر کے ملی یک جہتی اور جذبۂ ایمانی کا عملی مظاہرہ کریں۔ شکریہ

اکاؤنٹ نمبر 023 - BDA زرعی ترقیاتی بنک سکردو -

منجانب : غلام علی حیدری
جنرل سیکرٹری

سرورق کی تصویر
تصویر منسوب بہ
امیر کبیر سید علی ہمدانی

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی ڈاکٹر غازی محمد نعیم

شمارہ نمبر ۳۲ | قیمت بارہ روپے | اگست ۱۹۹۷ء

مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر

رنگو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

خط و کتابت اور مضامین بھیجنے کا پتہ:

مکان نمبر D-1021

سیٹلائٹ ٹاؤن

سید پور روڈ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، ڈرافٹ اور رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14

کیٹگری ۱۷ ، آئی ایٹ ون،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 ، 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر 358.A ، سیکٹر G.6/1.1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

تصوف اور پاکستان

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد خداوندی ہے۔ و السبقون الاولون من المھجرین و الانصار و الذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ .... یعنی جو لوگ سبقت لے گئے ہیں ہجرت کرنے میں اور مدد کرنے میں اور جو نیکی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی سے ہوئے ....

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان انصار و مہاجرین کی تعریف و توصیف کی ہے جنہوں نے دین اسلام کے استحکام کے لئے قربانیاں دینے میں پہل کی اور ان مشکل وقتوں میں دین کی حمایت کا بیڑا اٹھایا جب کفر و شرک کی قوتیں اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے تھیں اور ایسے سنگین حالات و واقعات درپیش تھے کہ بڑے بڑے دل گردہ والوں کا بھی پتا پانی ہو جاتا تھا۔ یہ وہ انصار و مہاجرین تھے جن میں سے بعض نے نظریے کی خاطر اپنی جان و مال، اپنے گھر بار، اپنے اعزہ و اقارب اور اپنے شہر و وطن سے جدائی کے صدمے کو برداشت کیا اور بعض نے ان بے سرو سامان لوگوں کو اپنے سینے سے لگایا اور ان کے ساتھ مواخات قائم کی۔ بلاشبہ ان کے درمیان خون کا رشتہ نہیں تھا لیکن ان کی اخوت اور دوستی کی بنیاد وہ نظریہ تھی جس کا وہ کل عالم میں نفاذ چاہتے تھے۔ ان انصار و مہاجرین کی مساعی اور قربانیوں سے اس دنیا کے نقشے پر پہلی اسلامی نظریاتی ریاست کے خدوخال ابھرے جو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلائی اور جو آج بھی جملہ اہل اسلام کے لئے تقویت اعتقاد و ایمان کا مرکز ہے۔

اہل پاکستان اس لحاظ سے خوش قسمت قوم ہیں کہ اس سرزمین پر چودہ صدیاں گزرنے کے بعد دنیا کی دوسری اسلامی نظریاتی مملکت قائم ہوئی اور اس نظریے کی بنیاد کلمہ لا الہ الا اللہ تھی۔ مسلمانان برصغیر نے کسی زبان، نسل، تہذیب و معاشرت یا معیشت و اقتصاد کی بنیاد پر نہیں بلکہ صرف اور صرف دین اسلام کی سربلندی کے لئے تن من دھن کی قربانی پیش کی۔

اور آج ان کے فضل و کرم سے جب یہ سطور لکھے جا رہے ہیں پاکستانی قوم اپنی آزادی کی پچاسویں سالگرہ منا رہی ہے جسے جشن طلائی یا گولڈن جوبلی سے موسوم کیا گیا ہے۔ قومی زندگی کے اس اہم ترین موڑ پر دنیا کی دیگر زندہ قوموں کی طرح پاکستانی قوم کو بھی دو امور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ ماضی کی طرف نگاہ بازگشت ڈالی جائے اور تاریخ کے سکھائے ہوئے ہر سبق کو شعوری کاوش کے ساتھ ذہن نشین کر لیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ سلف کی قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے اور تاریخ کے دیئے ہوئے ہر سبق کو مشعل راہ بناتے ہوئے مستقبل کے لئے لائحہ عمل کا تعین کیا جائے اور ایک زندہ قوم کے افراد کی طرح جملہ اہل وطن اپنے شب و روز کی توجہ اور کوشش و جستجو کا محور اپنی قوم کی تعمیر و ترقی کو قرار دیں۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس نظریہ کی بنیاد برصغیر کے مسلمانوں کا قبول اسلام ہے۔ جیسا کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کا فرمان ہے کہ پاکستان اسی دن بن گیا تھا جب برصغیر میں پہلا شخص مسلمان ہوا تھا۔ بابائے قوم کا یہ ارشاد سو فیصد مبنی بر حق ہے۔ چنانچہ یہ بات طے ہو گئی کہ پاکستان کے قیام کا اصل سبب اہل برصغیر کا اسلام کے دامن عافیت میں پناہ لینا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ برصغیر میں اشاعت اسلام کے ذمہ دار کون لوگ ہیں۔ اگر اس بات کا حتمی تعین ہو جائے کہ اس عظیم کام کا سہرا کس کے سر جاتا ہے تو یہ فیصلہ کرنا بھی آسان ہو جائے گا کہ پاکستان کا

حقیقی بانی کون ہے

جملہ اطراف عالم میں عموماً اور برصغیر میں خصوصاً اشاعت اسلام کے سلسلے میں اہل مغرب کا تعصب پر مبنی یہ نظریہ تو جملہ اہل علم اور اہل تحقیق کے ہاں مردود ہو چکا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اگر یہ بات سچ ہوتی تو تاریخی حقائق اس کی تائید

کرتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج برصغیر میں مجموعی طور پر مسلمان قوم ایک اقلیتی قوم ہے اور یہ اس امر کے باوجود ہے کہ برصغیر پاک و ہند پر تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی فرمانروائی رہی ہے۔ اگر اسلام بزور شمشیر پھیلتا ہوتا تو آج پورے برصغیر میں ایک بھی غیر مسلم موجود نہ ہوتا کیونکہ مسلمان بادشاہوں کے پاس وہ قوت و شوکت موجود تھی کہ وہ کسی بھی غیر مسلم کو بزور بازو دائرہ اسلام میں داخل کر سکتے تھے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ ایک تلخ تاریخی حقیقت تو یہ ہے کہ بعض ذی شوکت بادشاہوں نے تو اپنے دنیوی اقتدار کو استحکام دینے کی خاطر خود دین اسلام کو بھی داؤ پر لگا دیا تھا اور دین الٰہی جیسے من پسند طریقے ایجاد کر لئے تھے۔

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج اگر برصغیر میں دو بڑی اسلامی مملکتیں موجود ہیں اور خود ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے تو ان لوگوں کو دولت اسلام سے مشرف کرنے والے کون لوگ تھے اور ان لوگوں کی مساعی کے برصغیر کے مسلمانوں کی قومی زندگی پر آگے چل کر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ یہاں ہر بالغ النظر اہل تحقیق اس حقیقت کو بلا چوں و چرا تسلیم کرتا ہے کہ برصغیر میں اشاعت اسلام کا سہرا مسلمان فاتحین کے سر نہیں بلکہ صوفیائے کرام کے سر جاتا ہے۔ برصغیر کے جن علاقوں میں آج مسلمانوں کی اکثریت ہے یہ وہی خطے ہیں جو صوفیائے کرام کی خصوصی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ ان صوفیانے دین اسلام کے انسان دوستی کے پہلو کو خصوصیت سے اجاگر کیا۔ ذات پات اور رسم و رواج کی قباحتوں کو مٹایا، انسان کو اس کا اصل مقام لوٹا دیا اور یوں وہ لوگ جو صدیوں سے غلامی ذات پات اور رسوم و رواج کی بندشوں میں جکڑے ہوئے تھے دین اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔ ان کی زندگیوں میں آنے والا یہ انقلاب انفرادی اور معاشرتی سطح پر ان خوش نصیب لوگوں کی اہم ترین آزادی تھی اور یہ اسی آزادی کی اساس ہے جس کی آج ہم پچاسویں سالگرہ منا رہے ہیں۔ برصغیر میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں صوفیائے کرام کے کردار سے کما حقہ واقفیت حاصل کرنے کے لئے کتب تاریخ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور یہ مختصر مضمون اس تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا لیکن میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ پتھریلی زمین پر بیج کاشت کرنے سے سنہری فصلیں حاصل نہیں ہو سکتیں

سنہری فصلیں حاصل کرنے کے لئے پہلے زمین کو نرم اور ہموار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ صبر آزما اور کٹھن مرحلہ ہوتا ہے جب کھیتی تیار ہو جائے تو پھر اس میں بیج بویا جاتا ہے اور پھر ایک مدت تک اس سے اگنے والی فصل کی آب پاشی اور حفاظت کی جاتی ہے اور آخر کار فصل کاٹنے کا موسم آتا ہے تو انسان کو اس کی تمام محنتوں کا یکبارگی ثمر ملتا ہے۔ برصغیر میں اسلام کی نظریاتی کھیتی صوفیائے کرام نے تیار کی۔ اس کھیتی میں آزادی کا بیج تحریک پاکستان کے اولین رہنماؤں سر سید احمد خان، سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید، وغیرہ نے بویا پھر اس سے پیدا ہونے والی فصل کو مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، علامہ محمد اقبال، سر آغا خان اور قائد اعظم محمد علی جناح جیسے عظیم مسلم رہنماؤں نے اپنے خون جگر سے سینچا اور یوں ۱۴ اگست کو آزادی کی یہ سنہری فصل تیار ہوئی اور جملہ مسلمانان برصغیر اس سے متمتع ہوئے۔

لیکن جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ کسی بھی نیک کام کی انجام دہی کرنے والوں میں سب سے زیادہ قابل ستائش اور قابل تکریم وہ لوگ ہیں جو اول اول اس کار عظیم کا بیڑا اٹھاتے ہیں اور یہی لوگ سبقت لے جانے والوں کے زمرے میں آتے ہیں۔ چاہے ان کا شمار انصار میں ہو یا مہاجرین میں۔ چنانچہ برصغیر میں اسلامی نظریاتی مملکت کے قیام کی کوششوں کے سلسلے میں سبقت لے جانے والے صوفیائے کرام ہی ہوئے۔ اس نکتے کو سمجھ لینے کے بعد اس مضمون کا عنوان جو پہلی نظر میں اجنبی اور عجیب معلوم ہوتا ہے اہل انصاف کو مبنی برحق معلوم ہونے لگے گا۔ اور وہ یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ قیام پاکستان کے سلسلے میں صوفیائے کرام کی مساعی جمیلہ سب سے زیادہ گراں قدر ہیں۔

اب ہم مضمون کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں کہ پاکستان کے مستقبل کے سلسلے میں تصوف اور اہل تصوف کا کیا کردار ہے۔ جیسا کہ یہ حقیقت کل عالم پر عیاں ہو چکی ہے کہ آج ہم بحیثیت قوم ایک زبردست بحران سے دوچار ہیں۔ اس ملک کے تمام سیاسی قائدین اور اہل دانش اس بات کا برملا اظہار کر چکے ہیں کہ ہماری قومی زندگی کا سب سے بڑا فتنہ اور المیہ ہوس پرستی اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والی بدعنوانی ہے۔ اگر فتنے کو جڑ

سے اکھاڑا جائے تو ہماری قومی زندگی مسائل کے بھنور سے نکل سکتی ہے۔ قومی زندگی کی تطہیر کا عمل انفرادی زندگیوں کی تطہیر سے عبارت ہے اور انفرادی زندگیوں کی تطہیر کے صرف اور صرف دو طریقے ہیں۔

۱۔ ریاستی قوت اور سخت قوانین کے نفاذ کے ذریعے جبری تطہیر

۲۔ افراد قوم کے ضمیر اور شخصی کردار میں رضاکارانہ انقلاب کے ذریعے قومی زندگی کی تطہیر۔

میرے نزدیک تبدیلی جب تک افراد قوم کے اندر سے جنم نہ لے کوئی بیرونی قوت یا ریاستی قانون اس کی ضمانت نہیں بن سکتی۔ اس مقام پر اہل پاکستان کی انفرادی اور قومی زندگی میں انقلاب کے ضمن میں تصوف کے کردار کا تعین کیا جا سکتا ہے تصوف کا نظام وہ نظام ہے جو انسان کو رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر مخلوق خدا پر شفقت کی تعلیم دیتا ہے وہ انسانی زندگی کو ایسا بلند آدرش عطا کرتا ہے جس کو اپنانے کے بعد انسان نفس پرستی اور ہوس زر کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کی اخلاقی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے اور وہ صحیح معنوں میں ایک بالغ النظر انسان بن جاتا ہے۔

آج پاکستانی قوم کو اس بالغ النظری کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ایک فرد کی ذہنی بلوغت کا عمل کم از کم چالیس سال کی عمر میں مکمل ہونا چاہئے کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اگر کسی کی عمر چالیس برس ہو جائے اور اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب نہ آجائیں تو اس کا خسارا اٹھانا یقینی ہے۔ قومی زندگی میں پچاس برس کی طویل مدت گزر جانے کے بعد اور تاریخ کے ہر قسم کے نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد کم از کم اہل پاکستان کی قومی زندگی میں بلوغت کا مرحلہ ضرور آنا چاہئے اور اس بلوغت کے حصول کے لئے تعلیمات دین اسلام اور تعلیمات تصوف اسلام سب سے اہم قوت محرکہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ انہی تعلیمات کی روح پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونا امن و آشتی، معاشرتی انصاف، صاف ستھری خدا ترس سیاسی قیادت، مجموعی معاشی ترقی غرض ان تمام امور کے حصول کی ضمانت بن سکتا ہے جن سے ہماری قومی زندگی کے مستقبل کی جملہ امیدیں وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ مملکت خداداد پاکستان کو ترقی و استحکام بخشے اور پاکستانی قوم کو جملہ اقوام عالم میں ممتاز و سرفراز فرمائے۔ آمین۔

بقیہ۔ بقیہ شریعت محمدیہ

۱۔ بڑی توجہ کے ساتھ خاموش سنتے رہنا۔

۲۔ تکبیر پڑھنے کی صورتوں میں اور دونوں شہادتوں کے پڑھنے کی صورتوں میں مؤذن کی پیروی کرنا یعنی سننے والا خود بھی پڑھتا جائے۔

۳۔ دونوں حیعلہ کے پڑھنے کی صورتوں میں سننے والا اپنی زبان پر حوقلہ جاری کرے۔ یعنی وہ لا حول و لا قوت الا باللہ العلی العظیم پڑھتا جائے۔ حوقلہ کا ترجمہ یہ ہے: "نیکی کرنے کی طاقت بھی اور برائی سے بچنے کی طاقت بھی صرف عظمت والے بلند اللہ کی توفیق ہی سے حاصل ہوتی ہے۔"

۴۔ فقہ احوط کی مذکورہ عبارتوں اور سابقہ شماروں میں آئی ہوئی عبارتوں کی روشنی میں اذان کی ہیئت اشتمالی یوں واضح ہو جاتی ہے۔

۱۔ تکبیر میں اللہ اکبر۔ یہ آغاز چار بار اور قبل از اختتام دو بار ہے۔

۲۔ شہادت۔ یہ دو صورتوں میں ہے۔

ا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ دو بار

ب۔ اشھد ان محمد رسول اللہ دو بار

۳۔ حیعلہ۔ یہ دو صورتوں میں ہے۔

ا۔ حی علی الصلاۃ دو بار

ب۔ حی علی الفلاح دو بار

۴۔ تہلیل۔ یعنی اذان کا اختتامی کلمہ لا الہ الا اللہ دو بار۔

الغرض اذان کی ہیئت اشتمالی شریعت محمدیہ کما کانت فی زمانہ کی رو سے واضح کر دی گئی ہے فقہ احوط کے تمام کے تمام نسخوں کے عربی میں یہی مذکورہ ہیئت اشتمالی موجود ہے خواہ مطبوعہ ہوں یا غیر مطبوعہ ہوں۔ تاہم بعض نسخوں کے حواشی نیز دعوات صوفیہ میں بھی اذان کی شرعاً ہیئت اشتمالی پر اذان کی ہیئت وجودی میں اضافہ موجود ہے مذکورہ بالا وضاحت فقہ الاحوط کے عربی متن کے مطابق کی ہے

(جاری ہے)

قرآن مجید

مولوی عبدالحمید فاضل عربی ایم - اے - بی - ایڈ

ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ و لھم عذاب عظیم

ترجمہ

مہر لگادی ہے اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی

ختم - مہر لگادی
قلوبھم - ان کے دل
سمعھم - ان کے کان
ابصارھم - ان کی آنکھیں
غشاوۃ - پردہ
عذاب عظیم - بڑا عذاب

ختم کی تشریح

ختم عربی میں مہر لگانے کو کہتے ہیں - جب کسی چیز پر مہر لگا دی جاتی ہے تو نہ اندر کی چیز باہر آسکتی ہے اور نہ باہر سے کوئی چیز اندر داخل کی جا سکتی ہے جب تک وہ مہر قائم رہے - اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے - یعنی نبیوں کے سلسلے پر مہر لگانے والا - اس طرح آپ کے بعد کوئی نبی سلسلہ نبوت میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ کسی نبی کو منصب نبوت سے خارج کیا جا سکتا ہے - جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی تو اب ان کے اندر کا کفر باہر نہیں نکل سکتا اور نہ باہر سے ایمان کا نور ان کے اندر داخل ہو سکتا ہے - اسی طرح جب کانوں پر مہر لگ گئی تو وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ یجعلون اصابعھم فی اذانھم وہ اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں اس لئے کہ کہیں حق بات ان کے اندر داخل ہو کر اثر نہ کر جائے۔

و علی ابصارھم غشاوۃ

ان کی آنکھوں پر کفر و ظلمت کا پردہ پڑا ہوا ہے - لہٰذا وہ حق کو دیکھنے اور حق و باطل میں فرق کرنے کی نعمت سے محروم ہو گئے ہیں اور انہیں حق بھی باطل دکھائی دیتا ہے۔

اعتراض

سابقہ آیت کی طرح یہاں بھی یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب اللہ نے خود ان (کافروں) کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تو وہ کیسے ایمان لا سکتے ہیں۔

جواب

اس اعتراض کا جواب مندرجہ ذیل مثال کے ذریعے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔
مثلاً اگر کوئی شخص مسلسل انسانی صحت کے اصولوں کو توڑتا ہے تو کچھ عرصہ گزرنے کے بعد معدہ ہضم کرنا چھوڑ دیتا ہے جگر خون پیدا نہیں کرتا - یوں انسانی صحت روز بروز گرتی چلی جاتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کی صحت یابی کی کوئی امید باقی نہیں رہتی - کسی قسم کا علاج معالجہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا - حالانکہ وہ پیدائشی طور پر ایسا نہیں تھا مگر اس نے اپنے ہاتھوں اپنی صحت کو تباہ و برباد کیا - بالکل اسی طرح روحانی صحت کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں جن کی پابندی سے روحانی صحت کی نشوونما ہوتی ہے اور جن کی مسلسل خلاف

باقی صفحہ ۱۶ نمبر پر

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

وسن للسامع النصات او ان یتبع فی التکبیرات و الشھادتین و فی الحیلعلتین ان یقول لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ترجمہ

اذان سننے والے کے حق میں خاموش رہنا مسنون ہے۔ یا تکبیروں اور دونوں شہادتوں کی صورت میں مؤذن کی پیروی کرنا بھی مسنون ہے۔ دونوں حیعلہ کی صورتوں میں یوں پڑھنا بھی مسنون ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ط

وضاحت

مجموعہ شریعت محمدیہ فقہ الاحوط کی مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کا بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ خاموش رہنا۔
۲۔ پیروی کرنا۔
۳۔ حوقلہ کا پڑھنا
۴۔ ہیئت اشتمالی

تفصیل وضاحت

۱۔ مؤذن جب اذان دینے لگ جائے تو اذان سننے والوں کے لئے خاموش سننے رہنا مسنون قرار دیا گیا ہے۔ اس سننے والا اذان کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک مؤذن کی آواز بڑی توجہ کے ساتھ سنتا رہے۔ اذان سنتے وقت کسی اور چیز کی طرف مائل نہ ہو جب اذان اختتام پذیر ہو جائے تو پھر وہ اگر فارغ ہو تو اس کام کو چھوڑ کر نماز کی تیاری کرے کیونکہ اذان سن کر نماز کی طرف نہ آنے والے حضرات کی شدید ترین مذمت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے۔ ایسے لوگوں کو یہودیوں سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ اس شدید ترین توبیخ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مؤمن مسلمان کا اسلامی اور ایمانی تقاضا ہے کہ وہ اذان کی آواز سنتے ہی نماز جماعت میں شرکت کا شرف حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو جائے اور ذکر اللہ کی طرف دوڑ پڑے۔

۲۔ جب مؤذن اذان دے رہا ہو تو تکبیریں پڑھنے کی صورتوں میں سننے والا بھی مؤذن کے ساتھ پڑھتا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سننے والا مؤذن سے کچھ پیچھے رہے تاکہ پیروی والی بات صادق آئے۔ تکبیریں اذان کے آغاز میں چار بار پڑھی جاتی ہیں اور اذان کے اختتام سے قبل دو بار پڑھی جاتی ہیں۔ دونوں جگہ سننے والا مؤذن کی پیروی کرتا ہوا اس کے ساتھ ساتھ پڑھتا جائے اور تھوڑا سا اس کے پیچھے رہے۔

پہلی شہادت اللہ کی وحدانیت کی ہے یعنی اشھدان لا الہ الا اللہ دو بار۔

دوسری شہادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی ہے یعنی اشھدان محمداً رسول اللہ دو بار۔

جب مؤذن دو حیعلہ پر مشتمل کلمات اذان کی ادائیگی کرے تو اس جگہ سننے والے کے حق میں حوقلہ کا پڑھنا بھی مسنون قرار دیا گیا۔ حوقلہ سے مراد لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا پڑھنا ہے۔

حیعلہ کی پہلی صورت "حی علی الصلوٰۃ" دو بار پڑھنا ہے۔

حیعلہ کی دوسری صورت "حی علی الفلاح" دو بار پڑھنا ہے۔

گویا اذان سننے والے کے حق میں تین مسنون صورتیں ثابت ہو گئیں۔

باقی صفحہ نمبر ۴۲ پر

حدود الله

یکے از خطبات بلبل تصوف مولوی محمد علی کوردی مرحوم

ترجمہ وتدوین - م - ش کوروی

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی محمد و آلہ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کلام قدیم و فرقان حمید و ہو اصدق القائلین۔

و الحافظون لحدود اللہ و بشر المؤمنین۔

خداوند عالم وحدہ لاشریک پروردگار لایزال کی حمد و ثناء کے بعد اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل طاہرین پر درود و سلام پڑھنے کے بعد واضح ہو کہ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ۔ و الحافظون لحدود اللہ و بشر المؤمنین یعنی وہ (اہل ایمان) خداوند عالم کے مقرر کردہ قیود اور حدود کی حفاظت اور پابندی کرتے ہیں ۔ (اور اے میرے حبیب) ان مؤمنوں کو خوشخبری سنا دو۔

اس آیت کریمہ میں خداوند عالم نے اپنے مقرر کردہ حدود سے متجاوز نہ ہونے والے مؤمنوں کو (نجات) کی خوشخبری سنانے کی ہدایت فرمائی ہے ۔ جبکہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والوں کی دو ٹوک الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے انہیں ظالموں کی صف میں شامل کیا گیا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے و من یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون یعنی اگر کوئی خداوند عالم کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جائے تو اس کے حضور اس کا شمار ظالموں میں ہو گا ۔ حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے مؤمنین وہی ہیں جنہیں خالق دو عالم انداز سے بھی بشارت دیتے ہیں ۔ و الذین ہم علی صلواتہم یحافظون اولئک ہم الوارثون ۔ الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون ۔ یعنی جو لوگ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں (اور اس کے حدود و آداب بجا لاتے ہیں) وہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں ۔ فقہائے دین اور عارفین نے حدود اللہ کو آداب سے تعبیر کیا ہے ۔ میں انہی آداب کے بارے میں جو حدود اللہ کی اصل حقیقت ہیں کچھ آپ کے گوش گزار کروں گا۔

آداب کے استحسان کے بارے میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادبنی ربی باحسن تادیب یعنی میرے رب نے مجھے بہترین آداب سکھائے ۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اقدس میں موجود رب کریم کی تعلیم کردہ آداب میں سے نمایاں ترین ادب یہ تھا کہ آپ کی سیرت طیبہ دین و دنیا کے ہر معاملے میں افراط و تفریط سے پاک اور حد اعتدال پر قائم تھی۔

مجموعہ شریعت محمدیہ میں حفظ حدود اللہ در شریعت مع الحق و الخلق من غیر زیادۃ او نقصان سے یہی مراد ہے کہ خداوند عالم نے جو حدود مقرر فرمائے ہیں ان کی افراط و تفریط یا کمی و زیادتی کے بغیر حفاظت کی جائے خواہ یہ حدود حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہوں یا مخلوق خدا کے ساتھ اسی لئے صاحب مجموعہ شریعت محمدیہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی روش پر چلنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے ایک شاعر فرماتا ہے۔

راہ نوربخشی ز راہ اعتدال
دور از افراط و تفریط جہال

یعنی نور بخش کا راستہ اعتدال کا راستہ ہے اور جو جاہلانہ افراط و تفریط سے پاک ہے۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ راہ اعتدال پر گامزن رہنا آداب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نمایاں ترین خصوصیت تھی اور یہی ادب و آداب کی بھی اصل روح ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں الادب وسیلۃ کل فضیلۃ ادب تمام فضیلتوں کے حصول کا ذریعہ ہے ۔ مولائے متقیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں الادب خیر من الذہب یعنی ادب سونے سے بہتر ہے ۔ یہاں یہ واضح کروں کہ طبع انسانی کو مرغوب ہونے کی بنا پر سونے سے اس کا موازنہ کیا

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر

گزشتہ سے پیوستہ

اقبال اور تصوف

(فلسفیانہ تجزیہ)

ذاکر حسین ذاکر بی۔ایس۔سی انجینئرنگ، ایم۔اے فلسفہ

صوفیانہ شعور

یوں تو صوفیانہ شعور کم و بیش تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔مذہبی اعتبار سے صوفیانہ شعور دو طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔تصوف

۲۔سریت

انگریزی میں لفظ تصوف کا متبادل Mysticism ہے جس کا اردو ترجمہ "سریت" یا "رمزیت" کیا گیا ہے اور تصوف کے لئے Sufism کی اصطلاح مستعمل ہے۔تاہم کئی کتابوں میں Mysticism سے مراد تصوف ہی لیا گیا ہے۔ لفظ Sufism اسلامی تصوف کے لئے مخصوص ہے جبکہ سریت غیر اسلامی صوفیانہ شعور کے لئے مخصوص ہے۔

۱۔تصوف (SUFISM)

تصوف سے مراد دین اسلام کا وہ باطنی پہلو ہے جسے طریقت کہا جاتا ہے۔اس کا مقصد تزکیہ نفس، صفائے قلب، عرفان ذات اور معرفت الٰہی کا حصول ہے۔تصوف میں وہ عقائد و نظریات شامل ہیں جو اعمال کے معنوی پہلو، انسان کی روحانی ضروریات کی تشفی، حقیقت مطلقہ کا ادراک اور معرفت سے متعلق ہیں۔ اس میں انسان کے روحانی ارتقاء سے متعلق مسائل پر بحث ہوتی ہے۔تصوف ایک طرح کا نظریہ اخلاق بھی ہے جو عظیم اخلاقی اور انسانی اقدار کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن کچھ تعلیمات اس قدر ارفع اور اعلیٰ ہیں کہ تمام انسانوں کے لئے ناممکن الحصول ہیں۔ محض نظریاتی حد تک ان کو پسند کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ تصوف دراصل خواص کا مسلک ہے۔جبکہ اگر اسے ان لوگوں تک پہنچایا جائے جو اس کے قابل نہیں تو کئی مسائل اور پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔یہاں تصوف کا ذکر ضمناً آیا ہے۔

دراصل اسلامی تصوف پر بحث آگے چل کر ایک مستقل باب کی ذیل میں ہوگا۔تاہم یہاں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ اسلامی تصوف سے مراد دین کا وہ باطنی پہلو ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

سریت یا رمزیت (MYSTICISM)

سریت سے مراد وہ متصوفانہ مکاتب فکر ہیں جو غیر مسلم مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔چونکہ کسی بھی مذہب کا بنیادی مقصد انسانوں کے لئے ایک ضابطہ حیات دینا ہے اور اس ضابطہ حیات کے لئے چند اخلاقی قوانین اور اعمال تجویز کرتا ہے۔ مختلف مذاہب نے اس وقت کے معاشرتی، معاشی اور نفسیاتی تقاضوں کے مطابق مخصوص اعمال کو بنیادی حیثیت دے کر ان پر زور دیا ہے اور کبھی کبھی ان مخصوص بنیادی اعمال یا قوانین اخلاق کو تمام تر ضابطہ حیات میں کلیدی حیثیت عطا کی ہے۔چونکہ بحیثیت مجموعی تمام انسانوں کی نفسیاتی، معاشرتی اور روحانی ضروریات ایک جیسی ہیں لہذا اخلاقی قوانین بھی کم و بیش تمام مذاہب میں مشترک ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ کسی مذہب نے ایک خاص اخلاقی رویے کو اہمیت دی ہے جبکہ دوسرے مذہب نے کسی اور اخلاقی رویے کو اہم قرار دیا ہے۔ کبھی کبھی ان اخلاقی قوانین یا مذہبی اعمال کو مبالغہ آرائی بلکہ انتہاپسندی کی حد تک اپنایا گیا ہے اور یوں وہ دوسرے متوسط مذہب والوں کے لئے ناپسندیدہ ہوگئے ہیں۔

دین اسلام بھی ادیان سابقہ کی نفی نہیں کرتا بلکہ اسلام تکمیل دین کا مذہب ہے جو تاقیامت ہر دور اور ہر نسل کے انسانوں کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ شریعت میں انبیائے سلف کے بہت سے اعمال بطور سنت شامل ہیں کیونکہ شریعت سابقہ قوانین کی نفی نہیں کرتی۔اسی طرح تصوف میں وہ عقائد و نظریات شامل ہیں جو اعمال کے معنوی پہلو اور انسان کی

روحانی ضروریات کی تشنگی سے متعلق ہیں۔

مذاہب عالم میں خواہ وہ کوئی مذہب ہو ماورائی حقائق اور ان سے متعلق افکار و نظریات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ خالص فلسفیانہ نکتہ نگاہ سے سوچا جائے تو مذہب انسان کی محدودیت اور مجبوری کا اظہار ہے۔ اس فلسفیانہ مجبوری کو مذہبی زبان میں "بندگی یا عبدیت" کہا جاتا ہے اور مذہب کا مقصد انسان میں احساس عبدیت پیدا کرنا اور اسے ایک عظیم معبود کا عابد بنانا ہے۔ جب عبد (بندہ) معبود حقیقی کو مذہبی انداز میں سمجھنے، اسی کا عرفان حاصل کرنے اور مقام بندگی پر رہتے ہوئے شان خداوندی حاصل کرنے کا آرزومند ہو جائے تو یہ ایک صوفیانہ شعور ہوتا ہے جو عام مذہبی معاملات سے کافی بلند ہوتا ہے۔ یعنی مذہب کی علت غائی صوفیانہ شعور میں ہی واضح ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے تمام مذاہب نے مخصوص قوانین اخلاق یا اعمال کی محض تبلیغ نہیں کی بلکہ ان اعمال کی روحانی حیثیت کا تعین بھی کیا اور اس بات کی وضاحت کرنے کی بھی کوشش کی کہ کون سا عمل کیوں کرنا چاہیے یا یہ کہ کوئی عمل کس قدر کامل اور حقیقی معنوں میں خیر ہے۔ یوں مختلف مذاہب میں ان کے اپنے مخصوص حالات اور طرز فکر کے پس منظر میں باطنیت پسندی یا سریت کا صوفیانہ رجحان پیدا ہوا۔ سریت کے مکاتب فکر میں مسیحیت، نو افلاطونیت، بدھ مت اور ہندو فلسفہ، فلسفہ ایران اور مانویت شامل ہیں۔ ان پر ہم آگے چل کر مزید روشنی ڈالیں گے۔

سریت کے متعلق مغربی مفکرین کے نظریات کچھ اس طرح کے ہیں۔

"سریت ذات الٰہی سے نفس کے اتصال کا براہ راست احساس ہے۔"۳۰

اوتو فلیدرید

"سریت وہ ذہنی رویہ ہے جس میں تمام نسبتیں روح اور ذات الٰہی کی نسبت میں ضم ہو جاتی ہے۔"۳۱

ایڈورڈ کیرڈ

"سریت فکر بلکہ احساس کا ایسا رخ ہے جو اپنی مخصوص نوعیت میں واضح طور مشکل ہی سے قابل فہم تعریف کی گرفت میں آسکتا ہے۔ اس کا اظہار انسانی ذہن کی اس سعی کے سلسلے میں ہوتا ہے کہ وہ ذات الٰہی کی ماہیت یا اشیاء کی حقیقت غائی کا فہم حاصل کرے اور ذات عزوجل کے اتصال کی برکت سے لطف اندوز ہو۔

سریت کا ایک پہلو فلسفیانہ ہے اور دوسرا مذہبی۔ اس سے ایک صوفی کے لئے ذات الٰہی کی معروضی حیثیت باقی نہیں رہتی بلکہ ایک تجربہ بن جاتی ہے۔ گویا بندے کی تمام زندگی کی اخلاقی یکسوئی انفعالی تجربے کی صورت میں گم ہو جاتی ہے۔ یہ انفعالی تجربہ کچھ اس طرح کا ہے جو کبھی پیدا ہوتا ہے اور کبھی فنا ہو جاتا ہے۔"

زرتشیت

زرتشی مذہب کے بانی حکیم زرتشت کا عہد ۱۴۰۰ سے [illegible] قبل مسیح کے درمیان متعین کیا گیا ہے۔ حکیم زرتشت کو پیغمبر ایران کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی تعلیمات کے نتیجے میں جو مذہب وجود میں آیا وہ ان کے نام کی نسبت سے زرتشی کہلاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی اگر مذاہب عالم کو اثبات حیات اور نفی حیات کے دو حصوں میں تقسیم کر دیں تو زرتشت کے مذہب کا شمار اثبات حیات کے زمرے میں نمایاں ہوگا۔ زرتشت کے نزدیک انسان وجود مطلق کی ایک چھوٹی سی تمثیل ہے۔ اس میں چھ صفات ربانی یعنی عقل، روح، ارادہ، مادہ، زمان اور مکان قائم ہوتے ہیں۔"۳۶

زرتشی تعلیمات نہایت فطری حیات آفرین اور فعال ہیں۔ اس کی چند تعلیمات درج ذیل ہیں۔

۱۔ گناہ کا جوہر افراط اور تفریط ہے۔ نیکی کا جوہر اعتدال ہے۔

۲۔ خالق نے تمام مخلوق ترقی یا ارتقاء کے لئے تخلیق کی اور یہی اس کی منشا یا مشیت ہے۔

۳۔ کچھ چیزیں ہیں جو تقدیر سے ہوتی ہیں اور کچھ ہمارے اپنے افعال پر منحصر ہیں۔

۴۔ روح ازلی اور ابدی ہے۔

۵۔ بدترین خواہشات اس انسان کی ہیں جو دنیوی مال و منال کو سمیٹنا اور جمع کرنا خیر سمجھتا ہے۔

۶۔ تم میں سے کوئی شخص کاذب کے قول یا امر کی اطاعت نہ کرے کیونکہ وہ گھر، قبیلے، بستی اور ملک کو مصیبت اور ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ ایسی صورت میں تم پر واجب ہے کہ ان کا مقابلہ ہتھیاروں سے کرو۔

ہے۔(ا) وہ خاندانی زندگی جہاں بندے مکان بنا کر اپنی بیوی بچوں اور مال مویشیوں کے ساتھ بڑھتے اور پروان چڑھتے ہیں، وہ جگہ ہے جہاں زمین سب سے زیادہ مسرور رہتی ہے۔

(ب) ایسا شخص جو بیوی رکھتا ہو اس سے بہتر ہے جو مجرد ہے۔ جو گھر رکھتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو گھر نہیں رکھتا اور وہ جس کے بچے ہیں اس سے بہتر ہے جو ان سے محروم ہے۔

(ج) جو کھانا نہیں کھاتا اس میں اتنی طاقت کہاں سے آسکتی ہے کہ پاکیزہ زندگی گزارنے کی مشکلات سے عہدہ برا ہو سکے۔ اس میں ایسی طاقت کہاں سے آسکتی ہے کہ وہ کھیتی باڑی کر سکے۔ اس میں اتنی طاقت کہاں سے آئے گی کہ وہ بچے پیدا کر سکیں۔

(د) افسوس ایسی زمین پر جو ایک مدت تک تخم ریزی کے لئے ڈالے ہوئے بیج سے محروم رہے اور کسی کاشتکار کی منتظر ہو۔

(ہ) اور دو آدمیوں میں سے جو گوشت سے سیر ہوتا ہے "عقل خیر" کے حصول سے اس کے مقابلے میں قریب تر ہوتا ہے جو اس سے محروم رہا ہو کیونکہ آخر الذکر بالکل مردوں کی طرح ہے۔

یوں زردشتی تعلیمات بڑی مثبت قسم کی ہیں۔ ان میں رہبانیت، تجرد، ترک دنیا، فاقہ، ترک حیوانات، اور قسم کے دیگر اعمال کی مذمت کی گئی ہے۔ ۳۷

زردشتی تعلیمات نہایت ہی فطری اور موزون لگتی ہیں اور سرسری مطالعے سے اسلام کے عین مطابق نظر آتی ہیں لیکن ان کے اخلاق کے کئی پہلو اسلام سے متصادم بھی ہیں مثلاً زردشتی فاقہ کشی کی مذمت کرتے ہوئے روزہ رکھنے کو برا تصور کرتے ہیں جبکہ اسلام میں روزہ ایک بنیادی رکن ہے۔ اسی طرح حیوانات میں کتا زرتشت کے مذہب میں مقدس ہے جبکہ اسلام میں نجس ہے۔

زردشت کی روحانی تعلیمات وحدت الوجودی یا ہمہ اوستی نظریے کی عکاسی کرتی ہیں۔ مثلاً زرتشتی مقدس کتاب یاسنا میں ہے۔

"اے زردشت۔ میں خداوند اہورامزدا اس سے بھی قریب ہوں جس قدر یہ گوشت و پوست کی دنیا خیال کر سکتی ہے یا اس کے قول یا عمل میں آسکتا ہے۔ میں اس سے بھی زیادہ قریب ہوں جس قدر ناک کانوں سے یا کان منہ سے ۳۸"

(جاری ہے)

بقیہ حدود اللہ

گیا ہے ورنہ ادب تو متاع دو جہاں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ بزرگان تصوف نے فرمایا ہے کہ التصوف کلهم آداب یعنی تصوف سراسر آدب کا نام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تصوف کی روح عدم تملیک ہے اور اس صفت سے متصف شخص کی گفتگو اور عمل ادب سے بھرپور ہوتے ہیں۔ مولانا روم اپنی مثنوی معنوی میں دعائیہ انداز میں یوں فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

یعنی ہم خداوند عالم کی درگاہ میں دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہمیں آداب سے محروم نہ رکھ اور ہمیں اپنے فضل سے ادب سے سرفراز فرما۔ کیونکہ بے ادب صرف خود کو نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ سارے عالم کو آگ لگا کر خاکستر بنا دیتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادب کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں لكل شيئى زينت و زينت الايمان ادب ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور ایمان کی زینت ادب سے ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے ادب سیکھا تو وہ موافق شریعت حدود اللہ کی پابندی کرنے والا ٹھہرتا ہے اور دونوں دنیاؤں میں کامیاب و سرفراز ہوتا ہے اور بے ادب دونوں دنیاؤں میں محروم و نامراد رہتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں خداوند عالم کے مقرر کردہ حدود کی پابندی کرتے ہوئے سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرکاربند ہونے اور باادب زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوی نا ان الحمدللہ الرب العالمین۔

اللہ کے فضل و کرم سے نوائے صوفیہ کا دنیا کے کونے کونے میں چرچا ہو رہا ہے۔ ۱۹۹۶ کا چندہ ارسال کیا تھا اب ۱۹۹۷ کا چندہ بھی بھیجوں گا۔

سپاہی عسکری کوردی

امام احمد غزالیؒ

غلام حسن نور بخش

حضرت شیخ احمد بن محمد غزالی ۴۵۳ھ \ ۱۰۶۱ء میں طوس میں پیدا ہوئے۔ ایک بھرپور اور ولولہ انگیز زندگی بسر کی۔ ظاہری و معنوی علوم و فنون حاصل کئے۔ نظامیہ بغداد میں تعلیم و تدریس سے ہزاروں شائقین علوم کو فیضیاب کیا۔ متعدد کتابیں اور رسالے لکھے۔ شیخ ابو بکر نساج طوسی سے علوم و فنون و معارف معنوی اور روحانی تربیت پائی۔ ان کی وفات کے بعد آپ ہی ان کے گدی نشین اور خلیفہ بن گئے۔ ۵۱۷ھ \ ۱۱۲۳ء میں قزوین میں وفات پائی جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

کلمۃ الثناء

اہل علم و فضل آپ کے درجے اور مرتبے کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

سید محمد نور بخش

کان ولیا مرشدا فی الطریقۃ و ھو الذی کان فی الشریعۃ من فحول العلماء و فی الطریقۃ من کمل الاولیاء و فی الحقیقۃ بحر لا ساحل لہ و کان یلقب بین الاولیاء بالجنید الثانی۔

آپ طریقت میں ولی مرشد تھے۔ شریعت کے بڑے علماء میں سے تھے اور طریقت میں اولیائے کاملین میں سے تھے۔ حقیقت میں ایسا ناپیدا کنار سمندر تھے کہ اولیاء کے ہاں جنید ثانی کے لقب سے ملقب تھے۔

سلسلۃ الاولیاء۔ ص ۳۵

عبدالرحمن چشتی

امام ارباب طریقت، غریق بحر حقیقت بیباک از ذوق عالی شیخ ابو الفتح احمد بن محمد غزالی قدس سرہ کا مجتہدین صوفیاء میں شمار ہوتا ہے۔

مراۃ الاسرار ص ۵۴

ملا محمد علی کشمیری

نسبت او بعارف عالی
شیخ دین احمد است غزالی

تحفۃ الاحباب ص ۳۹۴

زین العابدین شیروانی

شیخ احمد غزالی آنجناب عمدہ سالکان یقین و قدوہ ناظمان مناظم دین بودہ شرح کمالات صوری و معنوی آنحضرت از حیز شمار بیرون و آنچہ از فضائل ظاھری و باطنی آن جناب گویند از آن افزون است۔

شیخ احمد غزالی سالکان یقین اور ناظمان دین کے قائد تھے آپ کے کمالات صوری و معنوی کی تشریح حد شمار سے باہر ہیں۔ لوگوں نے آپ کے جو ظاہری اور باطنی فضائل بیان کئے ہیں آپ ان سے بڑھ کر تھے۔

ریاض السیاحۃ ص ۲۳۹

ضیا قلبی ہدایت

جامع بودہ میان علوم ظاھریہ و باطنیہ

آپ ظاہری اور باطنی علوم میں جامع تھے۔

ریاض العارفین ص ۳۶

ابن خلکان

آپ بہت ہی شیریں زبان واعظ تھے۔ وجیہ شکل کے مالک تھے۔ صاحب کرامت تھے۔ بڑے فقیہ تھے مگر وعظ گوئی

کی طرف زیادہ مائل تھے جو زندگی بھر فقاہت پر حاوی رہی۔

طرائق الحقائق جلد دوم ص ۵۶۳

نصراللہ پور جوادی

آپ قلندر صفت عاشق مزاج اور نیک نامی سے بے پروا سر صوفی تھے۔ شریعت اور اس کے لوازمات پر پورا پورا عمل کرتے تھے اور ظاہری شرع پر عمل کرنے کو سالک معنوی کے لئے لازمی خیال کرتے تھے۔

سلطان طریقت ص ۷۰

ڈاکٹر جواد نوربخش

آپ آغاز جوانی ہی میں زہد و تقویٰ اور صحبت صوفیہ کی طرف مائل تھے۔ اسی دوران آپ ابو بکر نساج کی صحبت میں پہنچے اور انہیں اپنا استاد بنالیا۔

مقدمہ سوانح ص ۴

آفتاب رائے لکھنوی

شیخ احمد غزالی پایہ علمش ازاں عالی تر است کہ
عنقائے اندیشہ بہ آں تو اند رسید

آپ کا علمی مقام بہت اعلیٰ اور ارفع ہے کہ جہاں تک فکر اندیشہ کے عنقا کی رسائی بمشکل ہوتی ہے۔ آپ شیخ ابو بکر نساج کے سلسلے سے منسلک تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بہت ہے۔

ریاض العارفین ص ۳۲

کمال الدین حسین خوارزمی

امام الائمۃ اسلام و وارث حقیقی نبی علیہ السلام

امام احمد غزالی اسلام کے امام الائمہ اور نبی علیہ السلام کے حقیقی وارث ہیں۔

جواہر الاسرار ص ۴۰ بحوالہ مقدمہ ص ۳۷

احمد مجاہد

مجموعہ آثار فارسی احمد غزالی کے مصحح احمد مجاہد نے مختلف کتابوں سے آپ کے القاب جمع کئے ہیں اور انہیں اپنی کتاب کے دیباچے میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

ملک الابدال، قطب الاصفیا، قدوۃ الاولیا، سلطان الطریقہ، شیخ المشائخ، جنید ثانی، قرۃ عین محمد مصطفیٰ، خواجہ امام، شیخ الاسلام، عارف مقدام، صاحب کرامات واشارات، عارف سر جمالی، امام ربانی، عالم عامل، کامل مکمل، مقتدائے اہل تحقیق، سر اللہ فی الارض، شیخ کبیر، امام زاہد، نادرہ عصر، جمال الاسلام احمد بن محمد بن محمد بن احمد غزالی

مجموعہ آثار فارسی ص ۱-۲

ابوبکر شافعی

کان من ائمۃ العلم والورع

آپ علم اور تقویٰ میں امام تھے۔

ایضاً ص ۲۵

ڈاکٹر حسین امین

احمد و ہو صوفی من اعمق صوفیۃ الاسلام

احمد غزالی جو صوفیائے اسلام میں سے بہت بڑے عمیق صوفی تھے۔

الغزالی ص ۳۷ بحوالہ مجموعہ آثار غزالی ص ۳۴

ولادت اور تعلیم و تربیت

آپ کے والد جناب محمد ایک فقیر اور نیک شخص تھے۔ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔ شاید اسی بنا، اسی بنا پر آپ کی طرف جولاہا ہونے کی روایت آئی ہو۔ فقہاء اور صوفیاء کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ ایک بار آپ فقہا سے اس قدر متاثر ہوئے کہ دعا مانگی کہ الٰہی مجھے بھی ایک بیٹا عطا ہو جو فقیہہ بنے۔ آپ کی اسی خواستگاری کے نتیجے میں امام محمد غزالی پیدا ہوئے جنہوں نے فقہ میں بڑا نام پیدا کیا۔

ایک بار آپ کسی واعظ سے بہت متاثر ہوئے اور دعا مانگی کہ الٰہی مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو واعظ بنے۔ اس دعا کے نتیجے میں احمد غزالی پیدا ہوئے۔ وعظ گوئی میں بڑا نام پیدا کیا۔

افسوس خواجہ محمد اپنے دونوں بیٹوں کو بالترتیب فقیہ اور واعظ دیکھنے سے پہلے ہی انہیں داغ مفارقت دے گئے۔

سلطان طریقت ص ۱۲

تذکرہ نویسوں نے نے سال ولادت نہیں دی ہے۔
نصراللہ پورجوادی نے امام محمد غزالی کی سال ولادت ۴۵۰ھ لکھی ہے اور ان کے تین چار سال بعد آپ کے پیدا ہونے کا اشارہ کیا ہے۔(دیکھئے سلطان طریقت ص ۱۰)

یہی مصنف لکھتے ہیں۔

۴۸۷ھ میں جب ابو بکر نساج فوت ہوئے تو آپ ان کے جانشین ہوگئے۔ایک سال بعد آپ نظامیہ بغداد سے منسلک ہو گئے۔اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔

سلطان طریقت ص ۱۴

اس لحاظ سے آپ کا سن ولادت ۴۵۳ھ بنتا ہے۔پس شیخ کی ولادت ۴۵۳ھ مطابق ۱۰۶۱ء کو طوس کے قصبے غزالہ میں ہوئی والدین نے آپ کا نام احمد رکھا۔

محمد نے اپنی وفات سے پہلے کچھ مال اپنے دوست ابو علی احمد زادکانی کو جو بڑے مرد صوفی تھے،اس وصیت کے ساتھ دے رکھا تھا کہ وہ بچوں کی تربیت پر صرف کرے۔چنانچہ انہوں نے دونوں غزالی برادران کو مدرسہ بھیجنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مال خرچ ہوگیا پھر وہ اسی مدرسہ میں داخل کر دیئے گئے۔

(سلطان طریقت ص ۱۲)

آپ اور امام محمد غزالی طوس کے ایک ہی مدرسے میں پڑھتے تھے۔استاد سے پڑھنے کے علاوہ آپ امام محمد سے بھی درس لیتے تھے۔

(سلطان طریقت ص ۱۲)

احمد غزالی بچپن میں اپنے والد کی وساطت سے اخلاق و اطوار صوفیہ سے آشنا ہوئے تھے۔والد کے انتقال کے بعد ابو علی احمد زادکانی نے مزید روشناس کیا بلکہ یوں کہئے کہ احمد کے دل میں تصوف کا بیج انہوں نے بویا تھا۔پھر شیخ ابو بکر نساج نے اسے ترقی دی۔آخر کار آپ شیخ ابو بکر نساج سے رشد وہدایت لیتے رہے

سلطان طریقت ص ۳۸

آپ نے اچھی تعلیم پائی تھی۔حصول علم کے ساتھ ساتھ آپ باطنی علوم کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور ابو علی احمد زادکانی اور ابو بکر نساج سے برابر استفادہ کرنے لگے تھے۔رسالہ قشیریہ شیخ ابو علی فارمدی سے پڑھتے رہے اس طرح علوم وفنون کے ساتھ ساتھ روحانی مقامات بھی طے کرنے لگے۔چنانچہ صاحب سلطان طریقت لکھتے ہیں کہ۔آپ نے جوانی کی عمر میں معرفت اور عشق میں قدم رکھا اور جلد ہی طریقت کی منزلیں طے کیں اور مقام ارشاد کو پہنچ گئے۔

سلطان طریقت ص ۶۵

روحانی تربیت اور معنوی مقامات کی تحصیل کے بعد آپ کو آپ کے شیخ حضرت ابو بکر نساج طوسی سے توبہ وانابت لینے کی اجازت دی۔اس طرح آپ رشد وہدایت فرمانے لگے۔
جب ۴۸۷ھ \ ۱۰۹۴ء میں شیخ ابو بکر نساج کا وصال ہوا تو آپ ان کے خلیفہ اور جانشین ہوگئے۔شیخ ابو بکر نساج کی زندگی اور وفات کے بعد آپ نے ہزاروں لوگوں کو روحانی فیض پہنچایا۔

اس ضمن میں نصراللہ پورجوادی لکھتے ہیں۔

چالیس سالہ شیخی و مرشدی کی مدت میں بہت سے شاگردوں اور مریدوں کو تربیت دی۔ان میں سے تین مرید ارشاد کے مقام تک پہنچ گئے اور تینوں الگ الگ طریقۂ تصوف کے مؤسس بن گئے یہ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی،احمد کاتبی بلخی اور ابو الفضل بغدادی ہیں۔ان سے بالترتیب سہروردیہ \ کبرویہ،مولویہ اور نعمت اللہی کے صوفیانہ سلسلے نکلے۔آپ کے تمام مریدوں میں سے سب سے زیادہ شہرت عین القضاۃ ہمدانی کو حاصل ہوئی تاہم وہ کسی سلسلے کے بانی نہ بن سکے۔

سلطان طریقت ص ۶۶

(جاری ہے)

بقیہ — بقیہ قارئین کے خطوط

ماہنامہ نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۲۹ نہایت معیاری تھا۔فرط مسرت سے آنکھیں نم ہوگئیں۔بلبل تصوف کے نور عین جناب محمد انور کوروی سے التماس ہے کہ اپنے والد نامدار کے بارے میں ایک مضمون نوائے صوفیہ میں شائع کرائیں۔مدرسہ برہان الاسلام صوفیہ نوربخشیہ کے طلبانے مشہور بزرگ بوا محمد مرحوم کے مزار کی زیارت کی تھی اس کی ایک رپورٹ ارسال ہے۔آشفتہ سری کے حجاب میں چھپے ہوئے اس عارف کے روحانی مقام سے دنیا ہنوز ناواقف ہے۔

موسیٰ بلغاری منتظم اعلیٰ
مدرسہ برہان الاسلام بلغار

فضائل اہل بیت

مولانا شکور علی انور

عترت کی تحقیق

عترت کے معانی اولاد صلبی، مددگار، نسل، قوم، قبیلہ اور ذریت کے ہیں۔ یہ لفظ کبھی قریبی اور کبھی دور کے رشتہ دار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عترت کے مرادات میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ اردو لغات میں اس لفظ سے بیٹے اور بیٹیاں مراد لیا گیا ہے اور درست قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ عترت سے صرف ذریت مراد ہے یعنی وہ اولاد جو اس کے صلب سے پیدا ہو اور وہ نسل جو اس کے پیچھے رہے۔ عرب اس کے سوا اور کسی کو عترت نہیں کہتے۔

(ارجح المطالب

قرآن مجید میں اگرچہ عترت کا لفظ نہیں آیا ہے لیکن ذریت بارہا استعمال کی گئی ہے۔ عترت ذریت کا مترادف لفظ ہے اور یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ یہ اسم نکرہ ہیں جب ان کی اضافت کسی کی طرف ہوں تو بھی معرفہ نہیں ہو سکتے جیسا کہ عترت الطاہرہ فاطمہ کی اولاد، ذریت آدم آدم کی اولاد، ذریتی میری اولاد، ذریۃ الرجل کسی اولاد۔

قرآن مجید میں ذریت کا لفظ بار بار استعمال کیا گیا ہے۔
رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ (سورۃ آل عمران آیت ۲۸) اے میرے پروردگار مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما

واصلح لی فی ذریتی (سورۃ الاحقاف آیت ۱۰) اور میری اولاد میں صالح پیدا کر دے۔
انا حملنا ذریتی فی الفلک (سورۃ یس آیت ۴۱) ہم نے ان کے تابعداروں کو کشتی میں سوار کیا۔
دوسری جگہ یوں آتا ہے۔ ذریۃ من حملنا مع نوح (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳) ان کے تابعداروں کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا۔
اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کے بطن مبارک سے ہونے والی اولاد کو ذریت فرمایا۔

انہی کو عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ امام نووی لکھتے ہیں۔ عترۃ الذین ینسبون الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھم اولاد فاطمۃ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت وہ لوگ ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے۔ اور جناب سیدہ کی اولاد ہیں اور یہ لفظ اہل عبا کے سوا دوسروں کی شان میں وارد نہیں ہوا۔

(ارجح المطالب ص ۳۲۰

عترت الطاہرہ کی فضیلت

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ تیرے رسول کی عترت ہیں۔

(ارجح المطالب ص ۳۲۷

مفتی اعظم قسطنطنیہ حضرت سلیمان قندوزی نے امام ثعلبی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مثل عترتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا۔ میری اولاد کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا تھا نجات پا گیا تھا۔

(ینابیع المودت باب ۵۶ ص ۲۹۲

ابرار نے اپنی مسند میں، طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کیا ہے کہ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار (ارجع المطالب ص ۳۲۶)

علامہ قندوزی نے یہی روایت حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے۔

(ینابیع المودت باب ۵۶ ص ۲۹۹

حضرت امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے پیدا کیا ہے

اور زمین کے بقا کو اہل بیت اور عترت کی بقا پر موقوف رکھا ہے

(ینابیع باب ۳ حدیث ۴۳)

عن ابن عمر قال آخر مایکلم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسنوا فی عترتی اھلبیتی۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت، اہل بیت سے نیکی کرو۔

شفاعت کے مستحق

عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربعۃ انالھم شفاعتی یوم القیامۃ المکرم لذریتی، القاضی لحوائجھم، اساعی لامورھم عند اضطرارھم الیہ، والمحب لھم بقلبہ ولسانہ

(ارجح المطالب بحوالہ مسند اہل بیت)

جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار آدمیوں کو قیامت کے روز میری شفاعت پہنچے گی۔ ایک وہ شخص جو کہ میری ذریت کی تکریم کرنے والا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو ان کی حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو کہ ان کے امور میں جن میں وہ مضطر ہیں کوشش کرتا ہے۔ چوتھا وہ جو کہ دل و زبان سے ان کا دوستدار ہے۔

جواہر العقدین سے منقول ہے کہ عن ابن عباس فی قولہ تعالی الحقنا بھم ذریاتھم قال اللہ تعالی یرفع ذریۃ المؤمن معہ فی درجۃ فی الجنۃ وان کانوا دونہ فی العمل ثم قرانوا الذین آمنوا اتبعناھم بایمان الحقابھم ذریاتھم الخ۔ وقال فان کان ھذا فی ذریۃ مطلق المؤمن فما ذاک بذریۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ملا دیا ہے ہم نے ان سے ان کی ذریت کو) روایت ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ بلند کر دے گا مؤمن کی ذریت کا درجہ اس کے ساتھ جنت میں اگرچہ اس مؤمن سے عمل میں وہ کمتر ہوں گے پھر ابن عباس نے اس آیت کریمہ کو پڑھا جس کا ترجمہ ہے "اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہم نے ان کی ذریت کو ان کا پیرو کیا ہے ایمان کے ساتھ ملا دیا ہے ہم نے ان کے ساتھ ان کی ذریت کو" اور یہ کہا کہ جبکہ مطلق مؤمن کی ذریت کا حال یہ ہے تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا مرتبہ کیا ہوگا

(ارجح المطالب ص ۳۲۵)

عن علی رضی اللہ تعالی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعتی لامتی و من احب اھلبیتی (اخجہ طبرانی و ابسوطی فی احیاء الموت)

(ارجح المطالب ص ۳۲۲)

دیلمی نے لکھا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یا علی ان اللہ قد غفر لک ولذریتک لولدک و لا ھلک و یشعتک و محبی و شیعتک فابشر وانک لا ترغ الباطن۔ دیلمی نے نقل کیا ہے اور صواعق محرقہ میں منقول ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اور تیرے فرزندوں کو اور تیرے اہل بیت کو اور تیرے دوستوں کو اور تیرے دوستوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو اور تو تیرہ باطن نہیں ہے۔

(کتاب کوکب دری منقبت ۸۲ ارجح المطالب ص ۳۳۶)

سلطان الاولیا۔ برہان الاصفیا۔ قدوۃ العارفین محی الشریعہ و الطریقہ والحقیقہ قطب الاقطاب العالم الربانی عارف الصمدانی علی ثانی امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ نے نقل کیا ہے حضرت محمد بن حنیفہ نے اپنے والد ماجد علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن سو رہا تھا کہ اسی اثنا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لائے۔ پس میری طرف نگاہ کی اور پائے مبارک سے مجھ کو ہلایا اور مجھ سے فرمایا اے علی اٹھو تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ جبرائیل میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اس علی علیہ السلام کو خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے امام اس کی اولاد میں مقرر کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کی ذریت کو اور اس کے محبین کو بے شک بخش دیا اور جو کوئی اس پر طعن کرے اور اس کے حق کو ضبط کرے وہ جہنم میں جائے گا۔

وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اول الناس شافعا ثم علی ثم ذریتی ثم محبوبنا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لا یسئلون عن ذنبھم بعد المعرفۃ و المحبۃ۔ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا پھر علی پھر میری اولاد علیہم السلام پھر میرے محب۔ وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ہماری معرفت اور محبت کے بعد ان سے ان کے گناہوں کی پرسش نہ ہوگی۔

(مودت القربیٰ باب دوم ص ۳۶)

عترت طاہرہ سے محبت کی تاکید

الدار قطنی نے منقول ہے کہ عن مفضل بن یسار قال سمعت ابابکر رضی اللہ تعالی یقول علی ابن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای الذی حث علی التمسک لھم۔ مفضل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی ابن ابی طالب عترت رسول ہیں جس کے تمسک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو برانگیختہ کیا۔

ایضاً عن ابی لیلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ ویکون عترتی احب الیہ من عترتہ و یکون ال احب الیہ من اھلہ ویکون ذاتی احب الیہ من ذاتہ ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائے گا کوئی بندہ جب تک مجھے اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے اور میری عترت سے اپنی عترت سے زیادہ پیار نہ کرے اور میرے اہل بیت کو اپنے اہل بیت سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور میری سے خود اپنی ذات سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔

ایضاً عن ابو سعید الخدری اقال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتد غضب اللہ عزوجل علی من اذانی فی عترتی۔

حضرت ابو سعید الخدری کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا غضب بھڑکتا ہے اس شخص پر جو کہ مجھے میری ذریت کے بارے میں ایذا دیتا ہے۔

مسعودی کی مروج الذھب سے نقل کی گئی ہے کہ و من خطب الحسن فی ایامہ فی بعض مقاماتہ قال نحن حزب اللہ المفلحون و عترت رسول اللہ اقربون اھل بیتہ الطاھرون و الطیبون و احد الثقلین الذی خلفھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و الثانی کتاب اللہ۔

جناب حسن علیہ السلام کے خطبات سے کہ آپ نے بعض ایام میں بعض مقامات پر دیئے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ جو رستگار ہونے والا ہے۔ اور ہم ہی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ دار اور اس کے پاک اور طیب اہل بیت اور ان دونوں بھاری چیزوں میں سے ایک کہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا اور دوسری خدا کی کتاب ہے۔

(ارجح المطالب ص ۳۲۷)

(جاری ہے)

بقیہ۔ بقیہ قرآن مجید

درزیوں سے وہ قوتیں ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ دل سے حق و باطل کی تمیز کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔ کان سنتے تو ہیں لیکن حق کی بات نہیں سنتے اور نصیحت قبول نہیں کرتے۔ آنکھیں بظاہر دیکھتی تو ہیں مگر عبرت حاصل نہیں کرتیں اور بصیرت سے عاری ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں یوں بیان ہوا ہے کہ جب مؤمن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو وہ سیاہ نقطہ ہٹ جاتا ہے اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اگر وہ گناہ میں بڑھ گیا تو سیاہی بھی پھیلتی جاتی ہے یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتی ہے اور اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ اب اس کا دل الٹے کوزے کی طرح ہو جاتا ہے جس میں کوئی شے سما نہیں سکتی۔ نہ اچھی بات اسے اچھی لگتی ہے اور نہ بری بات اسے بری معلوم ہوتی ہے۔ پس کفار کی گمراہی ان کے کفر کی وجہ سے ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ بل طبع اللہ علیھا بکفرھم بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ ان پر مہر لگا دی ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے کہ فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔ اس لئے اہل تصوف ہمیشہ اللہ سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ہدایت فرمانے کے بعد ٹیڑھا نہ کرنا بلکہ اپنی بارگاہ سے ہدایت کی رحمت عطا فرما۔ اور یہی دعا ہمیشہ ایک مؤمن کی ورد زبان ہونی چاہیے۔

(جاری ہے)

بزرگانِ نوربخشیہ کی دستیاب تصانیف

غلام حسن نوربخش فاضل عربی - ایم، اے

تعارف

سلسلہ پاک صوفیہ نوربخشیہ کے پیران طریقت اور مرشدانِ حقیقت تصانیف کثیرہ کے مالک تھے جن کی علمی مساعی سے ایک دنیا مستفید ہوئی۔ یوں تو تحریک نوربخشیہ اتحاد بین المسلمین کی تحریک ہونے کے باعث تمام حق بین، حق گو اور حق پرست علمائے اسلام کے مبنی بر حق ارشادات کا یکساں احترام کرتی ہے کیونکہ مولائے متقیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ نہ دیکھو کون کہہ رہا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ حکمت مؤمن کی گم شدہ میراث ہے اور وہ جہاں بھی ملے اس کا سب سے زیادہ حق دار مردِ مؤمن ہی ہے۔ اس لحاظ سے تاریخ انسانیت اور کائنات کی عظیم ترین تصنیف تو خود قرآن مجید ہے اور جو اہل صوفیہ کی سب سے اہم اور سب سے مستند کتاب ہے یہی وجہ ہے کہ ہر صبح اہل تصوف نماز سے فراغت پاکر اوراد فتحیہ کا ورد کرتے ہیں اور خالق حقیقی کی نعمتوں پر اظہار تشکر و رضا کرتے ہوئے باٰواز بلند و بالقرآن کتابی کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل صوفیہ کے لئے زندگی کا سب سے بڑا لائحہ عمل ہیں۔ سلسلہ پاک صوفیہ نوربخشیہ جس کا سلسلہ بیعت یداً بیداً حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر دورِ حاضر کے مرشد طریقت تک آتا ہے شریعت محمدیہ کو بغیر کمی اور زیادتی کے اس کی اصلی صورت میں تھامے رکھنے کے پابند ہیں اور اس کی بہترین رہنمائی سلسلہ ذہب صوفیہ نوربخشیہ کے پیران طریقت اور مرشدانِ حقیقت کی گراں قدر تصانیف سے حاصل ہوتی ہے جن میں انہوں نے علوم دینی کے کسی بھی پہلو کو تشنہ توضیح نہیں چھوڑا۔ اس ضمن میں شریعت محمدیہ کے اصولی اور فروعی پہلوؤں کی تشریح کے سلسلے میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی گراں قدر تصانیف خاص کر الفقہ الاحوط اور کتاب الاعتقادیہ رہتی دنیا تک اہل اوسط کے لئے مشعل ہدایت بنی رہیں گی۔ ان کے علاوہ سلسلہ ذہب کے دیگر بہت سے بزرگوں نے بھی کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف فرما کر مخلوق خدا کی اعتقادی اور عملی رہبری کا سامان فرمایا ہے اور ان صاحب حال اور صاحب حقیقت مصنفین کی کتابوں کے مخاطب عوام الناس سے لے کر بادشاہان وقت تک رہے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف عوام کی رہنمائی فرمائی ہے بلکہ خواص کو بھی زندگی کے حقیقی ڈھنگ سکھائے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ جاوید کتاب ذخیرۃ الملوک کی مثال دی جا سکتی ہے۔ ان بزرگوں کی تصانیف چند اوراق پر مشتمل رسالوں سے لے کر بڑی بڑی ضخیم کتابوں تک پر مشتمل ہیں۔ اگرچہ انہوں نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے مگر تصوف و عرفان کو جو دین کی روح ہے اس طرح موضوع بحث بنایا ہے کہ ہر کتاب ایک عام موضوع سے شروع ہو کر بھی عرفان کی بلندیوں پر پہنچ جاتی ہے۔ اس ضمن میں شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ منامیہ کی مثال دی جا سکتی ہے جس میں نیند جیسے مادی معاملے سے بات شروع کر کے خاصان خدا کی نیند کے احوال تک بات پہنچا دی گئی ہے۔

اس عظیم الشان علمی سرمایے کے وارث ہونے کے باوجود ماضی میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کو اس احساس کمتری میں مبتلا رکھا گیا کہ ان کے ہاں کوئی کتاب ہی نہیں اور وہ دیگر مکاتب فکر کے علما کی کتابوں سے استفادہ کرنے پر مجبور ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ علمائے حق کی کتابوں سے امور حق و انصاف کا اخذ کرنا وسیع النظر اہل تصوف کے لئے کوئی عار کی بات نہیں ہے لیکن خود ان کے بزرگان دین کی تصانیف کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سے استفادہ کرنے میں ساری عمر گزرنے کے باوجود یہ علمی ذخیرہ ختم نہ ہو۔

یہاں پر اس امر کی وضاحت البتہ ضروری ہے کہ اہل صوفیہ نوربخشیہ نے ماضی میں ایک طویل مدت تک اس عظیم الشان علمی ورثے کی قدر نہیں کی ہے اور اپنے بزرگان دین کی بیش بہا تعلیمات کو طاق نسیان کی زینت بنائے رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر قیمتی تصانیف سے ہم تو نابلد اور محروم ہیں لیکن لندن، پیرس، جرمنی اور کینیڈا جیسے غیر مسلم ممالک کے لوگ نہ صرف ان بیش قیمت مخطوطات کو حرز جاں سمجھ کر نہایت اہتمام اور احترام سے ان کی حفاظت کا بندوبست بھی کرتے ہیں بلکہ ان ممالک میں ان میں سے بیشتر کتابوں کی نشرواشاعت کا بندوبست بھی ہو چکا ہے۔ اسی حالت زار کو دیکھ کر حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے بصد حسرت ویاس فرمایا تھا۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

یہ بات باعث مسرت ہے کہ دور حاضر کے اہل صوفیہ نوربخشیہ کے نوجوانوں میں اپنے علمی اور روحانی ورثے کی حفاظت کی اہمیت کا احساس بیدار ہو گیا ہے۔ اس ضمن میں نوربخشی اداروں کی طرف سے قابل قدر خدمات سرانجام دی گئی ہیں مگر یہ سرگرمیاں ہنوز ناکافی ہیں اور بزرگان نوربخشیہ کی تصانیف سے جو اکثر عربی اور فارسی زبانوں میں ہے دور حاضر کی نوجوان نسل کو بہرہ ور بنانے کے لئے ان کتابوں کا اردو اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ ہونا ضروری ہے۔

راقم الحروف نے بزرگان نوربخشیہ کی کتابیں اور رسائل حاصل کرنے کے لئے بڑی تگ ودو کی ہے۔ مختلف پاکستانی اور بین الاقوامی کتابخانوں سے رابطہ کیا اور وہاں موجود کتابوں کی فوٹو کاپیاں اور مائیکرو فلمیں حاصل کی ہیں۔ میرے علاوہ کئی دوسرے اصحاب بھی اس سعی وجستجو میں شریک ہیں اور بہت سے اہل ذوق کی ذاتی لائبریریاں گراں قدر نوربخشی کتابوں سے مزین ہیں۔ ماضی قریب میں میرے دوست بانی نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے لندن میں اپنے ایک دوست سے باون (۵۲) نوربخشی کتابوں کی مائیکروفلم برٹش میوزیم لائبریری سے حاصل کی ہے اور مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد کو بھی اس کی ایک کاپی فراہم کی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کتابوں کی نشرواشاعت کا بندوبست کیا جائے۔ اس ضمن میں بھی اہم نوربخشی تنظیموں نے جن میں ندوہ اسلامیہ نوربخشیہ کا نام سرفہرست ہے نوربخشی کتابوں کے اردو ترجمہ کے ساتھ نشرواشاعت کا بندوبست کیا ہے۔ راقم خود کئی کتابوں کے ترجمے اپنی ذاتی کاوش سے منظر عام پر لا چکا ہے۔ ماضی قریب میں شاہ ہمدان پبلیکیشنز اسلام آباد نے بھی نوربخشی کتابوں کی نشرواشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ ان تنظیموں سے اخلاقی اور مالی تعاون وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ باشعور نوربخشیوں کو چاہئے کہ جب بھی بزرگان دین کی کوئی کتاب چھپ کر آجائے تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیں تاکہ کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ یہاں یہ بات بھی باعث اطمینان ہے کہ صوفیہ نوربخشیہ کی اپنی اشاعتی تنظیموں کے علاوہ بھی ایران وپاکستان کے کئی اہل علم حضرات اور اشاعتی اداروں نے نوربخشی کتابوں کی اشاعت کا اہم ترین فریضہ اپنے ذمے لیا ہوا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں بھی ان کتابوں کی نشرواشاعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور کئی گراں قدر کتابیں ان ملکوں کی مشہور یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل ہیں۔

ذیل میں جن نوربخشی کتابوں کی فہرست دی جاری ہے وہ صرف ایسی کتابیں ہیں جن کی اصل یا فوٹو کاپی میری ذاتی لائبریری کی زینت ہیں لیکن قارئین کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بزرگان نوربخشیہ کی ان کے علاوہ تصانیف نہیں ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ لاتعداد تصانیف میری دسترس سے ہنوز باہر ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ سیکڑوں کتابوں پر مشتمل دو مائیکرو فلموں نے مشین نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک استفادہ ممکن نہیں ہوا ہے چنانچہ ان میں محفوظ ایک سو بتیس ۱۳۲ کتابوں کے نام اس فہرست میں شامل نہیں ہیں نیز ان کتابوں کے نام بھی اس فہرست میں شامل نہیں جو مصر، ترکی، ایران، برطانیہ اور ہندوستان کی بڑی بڑی لائبریروں میں محفوظ ہیں اور جنہیں میں ابھی تک حاصل کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ ان کتابوں کے مخطوطات کی فہرست میرے پاس موجود ہے۔ اہل درد اور اہل ذوق حضرات جو بزرگان نوربخشیہ کی تعلیمات کو عام کرنے کی خواہش رکھتے ہوں اس ضمن میں میرے ساتھ رابطہ کرسکتے ہیں۔

فہرست کتب نور بخشیہ دربرات لائبریری خپلو بلتستان

آثار جنید بغدادی

آپ بائیس کتابوں اور رسائل کے مصنف ہیں۔ میرے پاس درج ذیل کتب موجود ہیں۔

۱۔ معانی الہم (عربی)۔
متن اردو اور انگریزی ترجمہ شائع ہو چکے ہیں۔
اس کے نسخے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

۲۔ رسائل جنید (اٹھارہ رسائل) متن مع اردو و انگریزی ترجمہ شائع ہو چکے ہیں
۔ان کے نسخے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

تصانیف امام احمد غزالی

آپ چھبیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ میری لائبریری میں یہ کتابیں موجود ہیں۔

۱۔ سوانح الحقیقہ (فارسی)
متن و اردو ترجمہ شائع شدہ
اس کے بکثرت قلمی نسخے اور شرحیں ملتی ہیں۔

۲۔ سوانح العشاق (فارسی)
صرف متن شائع شدہ
اس کے بکثرت قلمی نسخے اور شرحیں ملتی ہیں۔

۳۔ رسالہ عینیہ (فارسی)
صرف متن شائع شدہ
بکثرت قلمی نسخے اور شرحیں دستیاب ہیں۔

۴۔ رسالۃ الطیور (فارسی)
صرف متن متعدد بار شائع شدہ
اس کے نسخے کم پائے جاتے ہیں۔

۵۔ مکاتیب امام احمد غزالی (فارسی)
متن اور اردو ترجمہ شائع شدہ
اس کے نسخے کم پائے جاتے ہیں۔

۶۔ وصایا غزالی (فارسی)
صرف متن شائع شدہ
نسخے بہت ملتے ہیں۔

۷۔ مقالہ الروح (فارسی)
صرف متن شائع شدہ
نسخے کم ملتے ہیں۔

تصانیف میر سید علی ہمدانی

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۷۰ کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے درج ذیل ہماری لائبریری کی زینت ہیں۔

۱۔ ذخیرۃ الملوک (فارسی)
قلمی و چھاپی متن و ترجمہ
یہ کتاب فارسی متن کے علاوہ اردو، پشتو، ترکی اور فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ مشارب الاذواق (فارسی)
دو بار شائع شدہ
اس کا ترجمہ لاہور میں زیر طبع ہے۔

۳۔ مراۃ التائبین (فارسی)
راقم نے لاہور سے اور جناب نجیب مائل ہروی نے ایران سے شائع کی ہے۔ حال ہی میں مرکز تحقیقات فارسی کے جناب عارف نوشاہی نے اسے دوبارہ شائع کروایا ہے۔
ترجمہ زیر طبع ہے۔

۴۔ مکتوبات امیریہ (فارسی)
دو بار شائع ہو چکی ہے۔

۵۔ کتاب الفتوت (فارسی)

متن متعدد بار اور ترجمہ ایک بار شائع ہوا ہے۔
ایک ترجمہ زیر طبع ہے۔ اس کا ایک ترجمہ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے استاد جناب مولانا عارف حسین نے بھی مکمل کیا ہے۔

۶۔ واردات امیریہ (فارسی)
قلمی نسخہ موجود ہے جو بکثرت دستیاب ہے۔

۷۔ مودۃ القربیٰ (عربی)
متن وترجمہ ایک بار چھپ چکا ہے اور شرح بھی مکمل ہو چکی ہے۔

۸۔ مشکل حل وحل مشکل (فارسی)
شائع شدہ ہے۔ بہت سے قلمی نسخے دستیاب ہیں۔

۹۔ السبعین فی فضائل امیر المومنین
چھپ چکی ہے ترجمہ بھی شائع شدہ ہے۔ عام دستیاب ہے۔

۱۰۔ رسالہ منامیہ (فارسی)
ایک بار چھپا۔ قلمی نسخے عام ملتے ہیں۔

۱۱۔ اورادیہ (عربی)
فارسی ترجمہ کے ساتھ اور اردو ترجمہ کے ساتھ چھپ چکی ہے۔
قلمی نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۱۲۔ ذکریہ کلاں (فارسی)
متن وترجمہ شائع شدہ۔
قلمی نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۳۔ ذکریہ (خورد) (فارسی)
قلمی۔ نسخے کم ملتے ہیں۔

۱۴۔ درویشیہ (فارسی)
دو بار نفس شناسی کے نام سے شائع ہوا ہے۔
اردو ترجمہ بھی اسی نام سے شائع ہوا ہے۔
قلمی نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۵۔ ہمدانیہ (فارسی)
ایران وپاکستان سے شائع شدہ
اردو ترجمہ بھی اسی نام سے شائع ہوا ہے۔
قلمی نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۶۔ داؤدیہ (فارسی)
ایک بار شائع شدہ
اردو ترجمہ زیر طبع۔
قلمی نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۷۔ تلقینیہ (فارسی)
ایک بار شائع شدہ
اردو ترجمہ زیر طبع ہے
قلمی نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۱۸۔ منہاج العارفین (فارسی)
کئی بار شائع شدہ
اردو ترجمہ طریق اہل صفا کے نام سے شائع شدہ
بکثرت قلمی نسخے دستیاب ہیں۔

۱۹۔ دہ قاعدہ (فارسی)
متن وترجمہ دونوں شائع شدہ
قلمی نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۲۰۔ اعتقادیہ (فارسی) غیر شائع شدہ قلمی نسخے نسبتاً کمیاب ہیں۔

۲۱۔ حقیقت ایمان (فارسی)
غیر شائع شدہ
بکثرت قلمی نسخے دستیاب ہیں۔

۲۲۔ چہل مقام صوفیہ (فارسی)
متن ایک بار شائع شدہ
ترجمہ زیر طبع۔ قلمی نسخے بکثرت ہیں۔

۲۳۔ رسالہ در طب (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
صرف چند قلمی نسخے ملتے ہیں۔

۲۴۔ رسالہ التوبہ (عربی)
غیر شائع شدہ
قلمی نسخے صرف چند ایک ہیں۔

۲۵۔ خواطریہ (عربی)
غیر شائع شدہ
قلمی نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۲۶۔ عقلیہ (رسالہ در فضیلت عق
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۲۷۔ عقبات \ قدوسیہ (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۲۸۔ بہرامشاہیہ (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت موجود ہیں۔

۲۹۔ مرادات حافظ (فارسی)
شائع شدہ۔
ایک ہی نسخہ ملتا ہے۔

۳۰۔ فقریہ (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۳۱۔ اربعین \ چہل حدیث (عربی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۳۲۔ اربعین فی فضیلت فقرا (عربی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت موجود ہیں۔

۳۳۔ اربعین (عربی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے کثرت سے دستیاب ہیں۔

۳۴۔ نوریہ (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت موجود ہیں۔

۳۵۔ مجمل اسرار (فارسی)
دس بار شائع شدہ۔
اردو اور کشمیری ترجمہ بھی شائع شدہ
اس کے بھی قلمی نسخے کثرت سے دستیاب ہیں

۳۶۔ کنز الیقین (فارسی)
صرف ایک بار شائع ہوا۔
ایک ہی قلمی نسخہ موجود ہے۔

۳۷۔ معرفت النفس (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے کم دستیاب ہیں۔

۳۸۔ ذکریہ (عربی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے کم ملتے ہیں۔

۳۹۔ درجات معرفت (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۴۰۔ اسرار النقطہ (عربی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۴۱۔ اصطلاحات الصوفیہ (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۴۲۔ رسالہ مذاہب تصوف (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
صرف ایک نسخہ ملتا ہے۔

۴۳۔ مصباح العرفان (فارسی)
اردو ترجمہ شائع شدہ۔
نسخے کم ملتے ہیں۔

۴۴۔ رسالہ مناجات (فارسی)
اردو ترجمہ شائع شدہ
بکثرت نسخے ملتے ہیں۔

۴۵۔ سلسلۃ الاولیا۔ (فارسی)
غیر شائع شدہ
نسخے کم ملتے ہیں۔

۴۶۔ الطالقانیہ (عربی)
بکثرت نسخے ملتے ہیں۔

۴۷۔ سیر الطالبین (فارسی)
غیر شائع شدہ
بکثرت نسخے دستیاب ہیں۔
اردو ترجمہ زیر طبع ہے۔

۴۸۔ حق الیقین (فارسی)
غیر شائع شدہ
صرف ایک نسخہ دستیاب ہے۔

۴۹۔ اسناد اوراد فتحیہ (فارسی)
نسخے کم ملتے ہیں۔

۵۰۔ مشیت (فارسی)
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۵۱۔ موچلکہ (فارسی)
بکثرت نسخے ملتے ہیں۔

تصانیف شیخ علاؤ الدولہ سمنانی

آپ پینتالیس (۴۵) کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے درج ذیل کتابیں برات لائبریری میں موجود ہیں۔

۱۔ العروۃ لاہل الخلوۃ والجلوۃ (عربی وفارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۲۔ مجمل مجلس (ملفوظات) (فارسی)
شائع شدہ۔ نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۳۔ آداب سفرہ (فارسی)
شائع شدہ۔
اس کا اردو ترجمہ زیر طبع ہے۔

۴۔ سلوۃ العاشقین (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔
اردو ترجمہ زیر طبع ہے۔

۵۔ مالابدمنہ (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۶۔ سر سماع (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بہت ملتے ہیں۔

۷۔ شرح حدیث ارواح (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۸۔ شطرنجیہ (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۹۔ فرحۃ العاملین (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بہت ملتے ہیں۔

۱۰۔ مناظر المحاضر (فارسی)
شائع شدہ
نسخے دستیاب ہیں۔

۱۱- مکتوبات (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بہت ملتے ہیں۔

۱۲- سرالبال لاہل الحال (فارسی)
شائع شدہ۔ نسخے بہت ملتے ہیں۔

۱۳- بیان الاحسان (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بہت دستیاب ہیں۔

تصانیف شیخ ابو نجیب سہروردیؒ

آپ کئی کتب کے مصنف ہیں مگر آپ کی
صرف ایک کتاب عام دستیاب ہے۔

۱- آداب المریدین (عربی)
فارسی) اردو ترجمہ اور شرح شائع شدہ۔

آپ سینتیس (۳۷) کتابوں کے مصنف ہیں۔ ہماری

تصانیف شیخ نجم الدین کبریؒ

لائبریری میں درج ذیل کتابیں موجود ہیں۔

۱- الاصول العشرہ (عربی)
متن، فارسی و اردو ترجمہ اور شرح شائع شدہ۔
قلمی نسخے بھی بکثرت دستیاب ہیں۔

۲- السایر الحایر (فارسی)
شائع شدہ۔
بکثرت نسخے دستیاب ہیں۔
اردو ترجمہ زیر طبع ہے۔

۳- آداب الصوفیہ (فارسی)
شائع شدہ۔
بکثرت نسخے ملتے ہیں۔

۴- اقرب الطرق الی اللہ (فارسی)
شائع شدہ۔
کم نسخے ملتے ہیں۔

۵- فواتح الجمال و فوائح الجلال (عربی)
عربی متن اور فارسی ترجمہ شائع شدہ۔

تصانیف شیخ عبدالرحمن اسفرائنی

۱- کاشف الاسرار (فارسی)
فرانسیسی ترجمے کے ساتھ ایران اور کینیڈا سے شائع شدہ۔
صرف دو نسخے ملتے ہیں۔

۲- آداب الخلوۃ (فارسی)
فرانسیسی ترجمے کے ساتھ ایران اور کینیڈا سے شائع شدہ۔

۳- چار مختلف رسالے (فارسی)
یہ بھی فرانسیسی ترجمے کے ساتھ ایران اور کینیڈا سے شائع ہو چکے ہیں۔

تصانیف غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ

۱- الفقہ الاحوط (عربی)
فارسی شرح و اردو ترجمہ شائع شدہ
قلمی نسخے بکثرت ملتے ہیں۔
ایک منظوم فارسی ترجمہ بھی ملتا ہے۔

۲- معراجیہ (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
کئی نسخے ملتے ہیں۔

۳- کتاب الاعتقادیہ (عربی)
فارسی و اردو ترجمہ کے ساتھ شائع شدہ
انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

بکثرت دستیاب ہے۔

۴۔ مکارم الاخلاق (عربی)
متن و اردو ترجمہ شائع شدہ
بکثرت نسخے دستیاب ہیں۔

۵۔ صحیفۃ الاولیا۔ (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
اس منظوم فارسی کتاب کے نسخے بکثرت ملتے ہیں

۶۔ معاش السالکین (فارسی)
متن اور اردو ترجمہ شائع شدہ
نسخے کم ملتے ہیں۔

۷۔ انسان نامہ (فارسی)
متن اور اردو ترجمہ شائع شدہ
نسخے بکثرت دستیاب ہیں۔

۸۔ کشف الحقائق (فارسی)
متن اور ترجمہ شائع شدہ
اس کے نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۹۔ واردات نوربخش (منظوم) (فارسی)
صرف متن شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۰۔ اقسام دل (فارسی)
غیر شائع شدہ۔
صرف ایک نسخہ دستیاب ہے۔

۱۱۔ دیوان \ غزلیات نوربخش (فارسی)
شائع شدہ۔
اس کے نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۲۔ وجود مطلق \ وجودیہ (فارسی)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۱۳۔ رسالہ دربیان آیہ۔۔۔۔
شائع شدہ۔
نسخے عام ملتے ہیں۔

۱۴۔ رسالہ حدیث عما
شائع شدہ۔
نسخے کثرت سے ملتے ہیں۔

۱۵۔ تلویحات
غیر شائع شدہ
نسخے کم ملتے ہیں۔

۱۶۔ مفید
غیر شائع شدہ
نسخے کم ملتے ہیں۔

۱۷۔ نوریہ
شائع شدہ۔
بکثرت نسخے دستیاب ہیں۔

۱۸۔ عبرت نامہ نوربخش
شائع شدہ۔
نسخے کثرت سے ملتے ہیں۔

۱۹۔ مکاتیب نوربخشیہ (مجموعہ خطوط)
شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۲۰۔ قدوم وحدوث
غیر شائع شدہ۔
نسخے بکثرت ملتے ہیں۔

۲۱۔ سلسلۃ الاولیا۔ (عربی)
شائع شدہ۔
صرف ایک نسخہ ملتا ہے۔

درج ذیل کتب جو غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ سے منسوب کر کے شائع ہو چکی ہیں وہ تحقیقات سے ان کی تصانیف ثابت نہیں ہوتیں۔

۱۔ رفع اختلاف
۲۔ عترت اطاہرہ
۳۔ تفسیر مزرعۃ الاولیا۔
۴۔ تفسیر سورہ فاتحہ

۱۔ مشجر الاولیا۔ (اصل مصنف اور مستند نسخوں کا مسئلہ ہنوز تشنہ تحقیق ہے)
۲ نجم الھدی ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ ۔۔۔

حرف مدعا

مندرجہ بالا کتب جیسا کہ عرض کر چکا ہوں میری ذاتی لائبریری کی زینت ہیں جن میں سے بیشتر کے بیش قیمت قلمی نسخہ جات بھی میرے پاس موجود ہیں۔ ملک بھر سے اہل علم اور اہل تحقیق نے برات لائبریری کا معائنہ کیا ہے اور ناچیز کی کوششوں کی داد دی ہے لیکن مجھے اس حقیقت کا اندازہ ہے کہ یہ علم و ادب تصوف کے عظیم خرمن سے محض معمولی خوشہ چینی کے مترادف ہے۔ پھر بھی اگر تمام قلمی نسخہ جات کے، جن میں سے اکثر عربی اور فارسی زبانوں میں دنیا کے دیگر زبانوں خصوصاً اردو اور انگریزی میں ترجمے کا بندوبست ہو جائے اور ان کی نشرو اشاعت کا سامان کیا جائے تو تصوف اسلامی کے احیائے نو کے روشن دور کا آغاز ہو سکتا ہے۔ نفسا نفسی اور بے راہ روی کے اس دور میں نہ صرف اہل صوفیہ نوربخشیہ بلکہ جملہ اہل عالم بھی ان عظیم بزرگوں کی اعلیٰ تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قارئین کرام جو اس موضوع پر مزید جاننا چاہیں وہ براہ راست "برات لائبریری خپلو ضلع گانچھے بلتستان شمالی علاقہ پاکستان" کے ساتھ رابطہ کر سکتے ہیں۔ نیز میری یہ بھی درخواست ہے کہ بزرگان نوربخشیہ کی جو تصانیف ہنوز میری رسائی سے باہر ہیں ان کے بارے میں اگر اہل علم کے پاس معلومات ہوں تو مجھے اپنی پہلی فرصت میں آگاہ کریں۔ شکریہ۔

مجلس شہود

مستان جام شوق کہ در مجلس شہود — در استزاد آن دم۔ اختم تنا۔ زنند

(سید علی ہمدانی)

قارئین نوائے صوفیہ کو علم ہے کہ اب سے کچھ عرصہ قبل ادارہ نوائے صوفیہ نے اہل تصوف کے باہمی تعارف، رابطہ اور تبادلہ خیالات کو فروغ دینے کی غرض سے "بزم صوفیہ" کا قیام عمل میں لایا تھا۔ مجلس شہود کے عنوان کے تحت اراکین "بزم صوفیہ" کا تفصیلی تعارف بشمول تصویر، تعلیمی قابلیت، صوفیانہ و دیگر مشاغل، مطالعہ کردہ کتب، مقصد حیات اور خط و کتابت کا پتہ شائع کئے جاتے ہیں تاکہ اراکین بزم صوفیہ ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ اور اپنے آپس میں سلسلہ مراسلت کے ذریعے روحانی رشتوں کو فروغ دے سکیں اور راہ سلوک کے سفر میں ایک دوسرے کے ہم رکاب بن سکیں۔

بزم صوفیہ کی ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے اپنی تازہ ترین پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ تصویر مندرجہ بالا کوائف کے ساتھ ارسال کرنا ہوں گے۔ تصویر چھپوانے کے لئے مبلغ تیس روپے پروسیسنگ کے اخراجات کے لئے ساتھ ارسال کرنا ہوں گے۔

گزشتہ شمارے کی طرح اس شمارے میں بھی سعودی عرب میں مقیم شمع تصوف کے پروانوں کا تعارف شائع کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ حجاج کرام جذبہ دینی سے سرشار ہیں اور احیائے تصوف کے لئے شب و روز سعی و کاوش میں مصروف رہتے ہیں۔ ادارہ نوائے صوفیہ صوفیہ نوربخشیہ کی نشر و اشاعت کے کاموں میں ان اہل درد کی مساعی اور بیش بہا تعاون پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

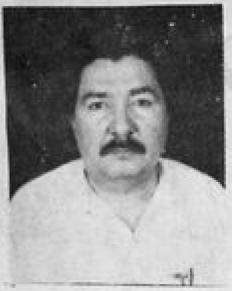
(ادارہ)



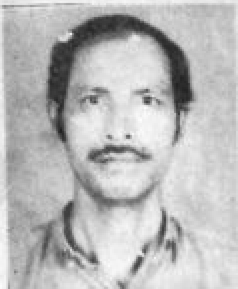
حاجی سلیم روزی صاحب



حاجی غلام رسول کوروی صاحب



حاجی غلام مہدی براہوی صاحب



عبداللہ خان روزی صاحب



حاجی محمد کاظم صاحب

حاجی نسیم روزی صاحب سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ شعبہ صحت عامہ میں اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا تعلق آزاد کشمیر کے معروف صوفی خاندان آل کا کجوک سے ہے۔ وہ جذبہ دینی سے سرشار بزرگ تھے۔ انہوں نے آزاد کشمیر مظفرآباد کے سیاں گاؤں میں اپنے ہاتھوں سے مسجد صوفیہ نوربخشیہ کی تعمیر کی۔ حاجی نسیم صاحب نوائے صوفیہ کے باقاعدہ قاری اور قلمی معاون ہیں۔ ان کی قلمی کاوشیں نوائے صوفیہ کے صفحات کی زینت بن چکی ہیں۔

حاجی غلام رسول کوروی صاحب کا تعلق بلبل تصوف مولوی محمد علی کوروی مرحوم کے آبائی گاؤں کورو سے ہے۔ یوں تو تمام اہل کورو تصوف کے جان نثار پروانے ہیں مگر حاجی صاحب کا جذبہ دینی خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ آپ نوائے صوفیہ کے پرستار اور سرگرم کارکن ہیں۔

حاجی غلام مہدی براہوی صاحب جن کا ابوالعرفان علامہ محمد بشیر صاحب کے آبائی گاؤں براہ سے ہے دینی حمیت سے مالامال شخصیت ہیں۔ آپ ندوہ اسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ کے سرگرم کارکن رہے ہیں۔ اب نوائے صوفیہ کے پرجوش حمایتی اور احیائے تصوف کے مرد میدان ہیں۔

حاجی محمد کاظم صاحب کا تعلق مظفرآباد آزاد کشمیر سے ہے۔ آپ بسلسلہ روزگار سعودی عرب میں مقیم ہیں اور نوائے صوفیہ کے مداح ہیں۔ اس ادارے کی ترقی کے لئے سعی وکاوش میں مصروف رہتے ہیں۔

جناب عبداللہ خان روزی صاحب بھی سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ جذبہ ملی سے سرشار اور شمع تصوف پر فدا ہونے کو تیار رہتے ہیں نوائے صوفیہ کے سرپرست اور حمایتی ہیں اور ہر وقت اخلاقی مدد کے لئے تیار رہتے ہیں۔

بقیہ - بقیہ قارئین کے خطوط

کارگل انڈیا

تمام اراکین نوائے صوفیہ کو اس خاکسار اور اراکین انجمن نوربخشیہ دراس کی جانب سے اس معیاری جریدہ کی مسلسل اشاعت پر مبارک باد پیش ہے۔ اس جریدہ کی وجہ سے اہل تصوف کے دلوں میں ایمان کی کونپلیں کھلنے لگی ہیں۔ مگر یہ بات لکھتے ہوئے دل خون کے آنسو بہا رہا ہے کہ ماضی میں کرگل کے بہت سے علاقوں میں نوربخشیوں کی اکثریت تھی مگر علما اور کتابوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ اکثریت اقلیت میں بدل گئی۔ اب قدرت کا کرشمہ نوائے صوفیہ کی صورت میں دیکھا تو آنکھوں میں نور پیدا ہوا۔ علامہ محمد بشیر اور مولوی حمزہ علی مرحوم کی کتابوں نے یہاں کے عوام کو جینے کا حوصلہ دیا ہے۔ اردو ترجے کی وجہ سے ان کتابوں سے ہر تعلیم یافتہ شخص مستفید ہو رہا ہے۔ رسالہ نوائے صوفیہ ہمارے درمیان رابطہ کا اہم ذریعہ ہے اس رسالہ کی وجہ سے ہمارے کارگل کے لوگوں کو جو خوشی ملی ہے اس کا اظہار اس خط کے ذریعے ہونا مشکل ہے۔ تمام اہل نوربخشیہ کی طرف سے سلام عرض ہے۔

ماسٹر حشمت اللہ
میر شمشاہ دراس کرگل

ہم دل کی گہرائیوں سے ادارہ نوائے صوفیہ کے ممنون و مشکور ہیں کہ ہمارے اس پسماندہ اور دور افتادہ علاقے میں بھی نوائے صوفیہ پہنچانے کا بندوبست کیا ہے۔ یہ رسالہ ہمارے دلوں کی تسکین کا ذریعہ بنا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے میرے بھائی حاجی الحرمین محمد اسماعیل صاحب نے آپ لوگوں کی ارسال کردہ فقہ احوط کو دہلی سے چھپوایا ہے اور کارگل سے نوبراہ تک عام کر دیا ہے۔ اور اب نوائے صوفیہ کی بدولت ہمارے حوصلے مزید بلند ہوئے ہیں۔

عبدالرشید علوی
شمشاہ کارگل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارہ کو بھیجے گئے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمیں موصول ہونے والے بہت سے سوالات ہر لحاظ سے غیر مفید ثابت ہوتے ہیں لہذا ایسے سوالات کے جوابات شائع نہیں کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے میں جناب اکبر علی صاحب ٹیچر جو ڈسٹرکٹ کرگل لداخ ایریا انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں کے ارسال کردہ چھ سوالات کے جوابات شائع کئے گئے ہیں۔ سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ۱۔ ہماری زرعی زمینوں کی سیرابی ندی نالوں کے پانی سے کی جاتی ہے۔ یہاں پر زکواۃ کون سی زمین والی عائد ہوگی؟

سوال نمبر ۲۔ موجودہ دور کے کرنسی نوٹوں پر بھی کیا زکواۃ واجب ہوتی ہے؟

سوال نمبر ۳۔ نماز کے پہلے قعود تشہد اور دوسرے قعود تشہد میں حکم کے لحاظ سے کوئی فرق ہے؟

سوال نمبر ۴۔ ماہ رمضان میں نماز وتر کی بھی اجتماعی ادائیگی کی جاتی ہے تو کیا رمضان کے علاوہ دیگر ایام میں بھی ایسا کرنا روا ہے؟

سوال نمبر ۵۔ ریڈیو پر رویت ہلال کا اعلان نشر کئے جانے پر عید الفطر منائی جاتی ہے تو ایسا اعلان زلزلہ وغیرہ کے بارے میں نشر کیا جائے تو کیا زلزلہ وغیرہ کی نماز پڑھی جائے گی؟

سوال نمبر ۶۔ کیا مسلمان مریض کے جسم میں کسی غیر مسلم کا خون چڑھایا جا سکتا ہے؟

جوابات

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

آپ کی زرعی زمین نہری زمین کے زمرے میں آتی ہے لہذا نہری زمین والی زکواۃ شرعاً عائد ہوگی۔ یعنی دسواں حصہ۔ یہی حال بارانی رقبہ جات کا بھی ہے۔ اگر آپ کی زرعی زمین نالے سے کافی دور ہو اور نالے سے کوہل بنا کر زرعی زمینوں تک پانی کوہل کے ذریعے پہنچانا پڑتا ہو اور کوہل کو دوسرے رقبہ جات سے گزارنا پڑتا ہو نیز کوہل کے رقبہ جات کے مالکان آپ سے رائلٹی مانگتے ہوں اور آپ کو کافی ساری رقم بطور رائلٹی ادا کرنا پڑتی ہو تو پھر یہ ٹیوب ویل اور رہٹ وغیرہ کے ذریعے سیراب ہونے والی زمینوں کے زمرے میں آئے گی۔ اس صورت میں زکواۃ کی مقدار بیسواں حصہ شرعاً معتبر ہے۔

جواب نمبر۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

موجودہ دور میں رائج نوٹوں کو چاندی اور سونا کے قائم مقام کا درجہ حاصل ہے۔ لہذا اس کی کاغذی شکل کو دیکھ کر حکم لگانا کہ اس پر زکواۃ نہیں کمزور پہلو والی بات ہے۔ چاندی کی زکواۃ کے سلسلے میں درہم کا ذکر آتا ہے اور دو سو درہم پر سال گزرنے پر پانچ درہم کی زکواۃ مقرر ہے۔ اسی طرح سے سونے کی زکواۃ کے سلسلے میں دینار کا تذکرہ آتا ہے اور بیس دینار پر سال گزرنے پر نصف دینار کی زکواۃ مقرر ہے۔ درہم اور دینار کے کرنسی نوٹوں کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح سے ہر ملک میں رائج اس ملک کے سکہ کا حکم ہے۔ برصغیر پاک وہند میں روپیہ رائج ہے۔ شرح مبادلہ کے اعتبار سے دو سو درہم پچاس روپے کے مساوی سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ آج کل بھی اہل صوفیہ نوربخشیہ کے ہاں ہر پچاس روپے پر سوا روپے کی زکواۃ واجب ہو جاتی ہے۔ سو روپے پر ڈھائی روپے، ایک ہزار روپے پر پچیس روپے اور ایک لاکھ پر ڈھائی ہزار روپے کی زکواۃ واجب ہو جائے گی۔ اسی طرح آگے چلتے جایئے اور مقدار

بڑھاتے جائیے۔ زکوٰۃ دینے کے لئے مختلف حیلے بہانے تراشنے سے اجتناب ضروری ہے۔

جواب نمبر۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جن جن نمازوں میں دو قعود تشہد آتے ہیں ان میں حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ پہلے قعود تشہد میں درود شریف تک پڑھنے پر اکتفا کرنے کا طریقہ عملاً چلا آتا ہے۔ دوسرے قعود تشہد میں خاص دعا اور دعائے مغفرت کا اضافہ شامل کیا جاتا ہے۔ اگر پہلے قعود تشہد میں بھی خاص دعا اور دعائے مغفرت بھی پڑھی جائے تو یہ بھی بالکل درست ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فقہ احوط کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

صوفیہ نوربخشیہ کے بزرگان دین کا عملی تواتر یہی رہا ہے کہ وہ ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی اجتماعی ادائیگی کے بعد نماز وتر کی بھی اجتماعی ادائیگی کیا کرتے تھے اور یہی طریقہ تا حال اہل صوفیہ نوربخشیہ کے ہاں رائج ہے۔ رمضان کے علاوہ دیگر ایام میں بھی اگر ایسا کیا جائے تو یہ شرعاً ممنوع عمل نہیں ٹھہرے گا۔ البتہ اس میں ایک قسم کا حرج ہے۔ حرج دین میں مرفوع ہے۔ لہذا باقی ایام میں وتر کی نماز کی انفرادی ادائیگی بہتر صورت ہے۔

جواب نمبر۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر کسی ملک میں جید علمائے دین پر مشتمل رویت ہلال کمیٹی قائم ہو۔ رویت ہلال کا شرعی ثبوت فراہم ہونے پر کمیٹی کا سربراہ خود ریڈیو پر اس کا اعلان کرتا ہو تو اس اعلان کو مان لینا شرعاً معتبر ہے۔ جہاں کہیں طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں کوئی خاص فرق نہ ہو تو ان علاقوں میں رویت ہلال کا شرعی ثبوت ایک علاقے میں فراہم ہو جائے تو دیگر علاقوں کے لئے بھی وہی رویت ہلال کافی ہو گی اور اگر طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں نمایاں فرق ہو تو ایسی صورت میں ایک علاقے کی رویت ہلال دوسرے علاقوں کے لئے شرعاً کافی نہیں ہو گی۔ اگر کئی ممالک میں طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں کوئی خاص فرق نہ ہو تو وحدت مملکت کے فقدان کی صورت میں بھی ایک ملک میں رویت ہلال کا شرعی ثبوت فراہم ہونا دوسرے کے لئے بھی شرعاً کافی ہو گا۔ بشرطیکہ ان ممالک میں بھی جید علمائے دین پر مشتمل رویت ہلال کمیٹی قائم ہو اور وہ بلا خوف و خطر رویت ہلال کا شرعی ثبوت فراہم ہونے پر ریڈیو پر اعلان خود کرے یا ریڈیو والوں کو اعلان کی اجازت دے۔ دونوں صورتوں میں لوگوں کے لئے شرعاً قابل قبول ہو گا۔ زلزلہ وغیرہ کے اعلان کو اس پر قیاس کرنا شرعاً درست نہیں ہو گا کیونکہ زلزلہ جس علاقے میں آئے اسی علاقے کے لوگوں پر نماز زلزلہ کی بجاآوری مسنون ہے۔ جن علاقوں میں زلزلہ نہ آیا ہو ان علاقوں کے باشندوں پر ریڈیو پر صرف زلزلے کی خبر سننے پر نماز زلزلہ کی بجاآوری شرعاً عائد نہیں ہو گی۔ ہاں اگر کوئی نماز زلزلہ وغیرہ کی بجاآوری صرف خبر سن کر بھی کرنا چاہے تو وہ ایسا کرنے میں شرعاً آزاد ہے۔ یہی حال چاند گرہن اور سورج گرہن کی نمازوں کا بھی ہے۔ گرہن کو جہاں لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہوں وہاں لوگوں پر نماز کی بجاآوری مسنون طور پر شرعاً عائد ہو گی۔ صرف خبر سننے سے ایسا کرنا شرعاً لازم یا ضروری نہیں۔

لہذا خسوف و کسوف اور زلزلہ کی نمازوں کو بجاآوری کے لحاظ سے ریڈیو پر رویت ہلال کے اعلان پر عید الفطر کی نماز پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

جواب نمبر۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر کوئی مسلمان مریض کسی جگہ ہر لحاظ سے مجبور محض ہو اسے خون کی اشد ضرورت ہو، خون دینے والا کوئی مسلمان موجود نہ ہو یا خون دینے کے لئے تیار نہ ہوتا ہو، وہ اپنی جان بچانے کے لئے کسی غیر مسلمان سے خون لینے پر مجبور ہو جائے تو ایسی مجبوری کی صورت میں غیر مسلم کا خون بغرض علاج حاصل کرنا شرعاً روا ٹھہرے گا۔ کیونکہ شریعت محمدیہ کی رو سے ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح بنا دیتی ہیں۔ گویا جان بچانے کے لئے بغرض علاج ناپاک چیزوں کا استعمال بھی شرعاً روا ہے۔ غیر مسلم کا خون بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ تاہم یہ سوال صرف اور صرف ایک مفروضہ ہے ورنہ اس قسم کی صورت حال کا وقوع شاذ و نادر ہی امکانی امر ہے۔ امید ہے کہ محترم اکبر علی اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو جائیں گے۔

دنیائے تصوف کی خبریں

جی - ایچ معروفی

اسلام آباد میں جلسہ یوم شاہ سیدؒ

مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۷ء کو جامع صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کے یوم وفات کے موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں سیکڑوں عقیدت مندوں نے شرکت کی - آغاز میں قاری مولانا محمد انور صاحب نے تلاوت کلام پاک کی - نوائے صوفیہ کے اہم کارکن جناب لیاقت علی خان کے صاحبزادے نونہال طالبعلم شفقت علی خان نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محمد یوسف نے شان غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا - سٹیج سکریٹری جی - ایچ معروفی صاحب نے منتظمین جلسہ کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اہل دانش نئی نسل کو بزرگان دینی کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں جن کی مساعی کی بدولت آج کرگل اور نوبرا سے

بلتستان تک مذہبی رواداری اور اخوت کا دور دورہ ہے - معروف دانشور انجنیئر ذاکر حسین ذاکر صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ صاحب دل کو فنافی اللہ اور بقا باللہ ہونا چاہئے مگر اس کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی پاسداری بھی ضروری ہے اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہونا بھی - انہوں نے تزکیہ نفس پر جو کہ تصوف کا ایک اہم شعبہ ہے تفصیل سے روشنی ڈالی - صدر جلسہ معروف عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں عوام پر زور دیا کہ وہ عقیدہ حق پر ڈٹ جائیں اور اہل دنیا کی چکاچوند سے متاثر نہ ہوں - انہوں نے کہا کہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ ایک باکمال ولی تھے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہی ہماری بقا کا راز مضمر ہے - اتحاد بین المسلمین کی دعاؤں کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا -

سکردو میں شاہ سید کانفرنس کا انعقاد

۲۰ جولائی ۱۹۹۷ء کو سکردو میں مدرسہ شاہ ہمدان کے زیر اہتمام شاہ سید کانفرنس کا انعقاد ہوا جس کی صدارت معروف روحانی شخصیت اخوند محمد ابراہیم صاحب نے کی - مدرسہ شاہ ہمدان کے طالب علم کاچو اختر حسین اور غلام رسول نے بالترتیب تلاوت کلام مجید اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف حاصل کیا -

مولانا محسن علی بلغاری نے فقہ احوط اور جدید مسائل پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ فقہ احوط میں یہ گنجائش موجود ہے کہ اس کے احکامات کی روشنی میں جدید پیش آمدہ مسائل کو حل کیا جائے - ایسے لچک دار کھلے اصول و قواعد کی روشنی میں علمائے کرام کو چاہئے کہ ان مسائل جدید کو اجتہاد کے ذریعے حل کریں

مولانا خادم حسین ہندوی نے دینی مدارس کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ان مدارس میں جدید تعلیم کا بھی بندوبست ہونا چاہئے تاکہ فارغ التحصیل ہونے والے طلبا قدیم و جدید دونوں علوم سے باخبر ہوں -

مولانا محسن علی سرموی نے اپنے خطاب میں اتفاق و اتحاد کو قوم کی بقا اور استحکام کے لئے ناگزیر قرار دیتے ہوئے اختلافات کے خاتمے پر زور دیا -

مولانا غلام حسن حسنو نے بزرگان نوربخشیہ اور تصنیف و تالیف کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سلسلہ نوربخشیہ کے بزرگوں نے زبردست علمی کارنامے سرانجام دیئے ہیں البتہ میر سید محمد نوربخش کے بعد سلسلے کے اقطاب نے تصنیف و تالیف کو خیرباد کہہ رکھا ہے - مرزا حیدر دوغلت کے ہاتھوں نوربخشی کتب کے خاتمے کے بعد جو خلا پیدا ہوا اسے بعد میں مختلف لوگوں نے اپنی طرف سے کتابیں لکھ کر بزرگوں سے منسوب کرکے پر کرنے کی کوشش کی ہے جس کے نتیجے میں اہم میں اختلافات پیدا

ہوئے اگر ہم اصلی اور جعلی کتابوں کی پہچان کر سکیں تو یہ اختلافات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

کانفرنس میں سید شمس الدین صاحب تھگس اور محمد شریف طالب علم نے نظمیں پڑھیں اور اخوند محمد ابراہیم صاحب کے اختتامی خطاب اور دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس کانفرنس میں علمائے کرام، معززین شہر اور مدرسہ شاہ ہمدان کے اساتذہ اور طلبا کے علاوہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

این وائی ایف دم سم کا اجلاس

۲۷ جولائی کو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم یونٹ کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت صدر یونٹ یعقوب علی منعقد ہوا جس میں تنظیم کے ارکان کے علاوہ علاقے کے سرکردگان بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل امور پر زور دیا گیا۔

۱۔ دینی درسگاہوں کو امداد فراہم کرنا
۲۔ فقہ احوط کو سرکاری سطح پر رجسٹر کرانا
۳۔ این۔ وائی۔ ایف دم سم کو مزید فعال بنانا

ثنا۔ اللہ نواز خان پریس سکریٹری

کاندھے میں قیامت صغریٰ اور حکومت اور عوام سے تعاون کی اپیل

علاقہ بلتستان کے دور افتادہ گاؤں موضع کاندھے میں جو بین الاقوامی شہرت کے حامل سیاچن محاذ کے قریب واقع ہے گزشتہ دنوں ایک برفانی تودہ گرنے سے قیامت صغریٰ کا سماں پیدا ہو گیا۔ لوگوں کے خیال کے مطابق امسال گرمی کی شدت کی وجہ سے گلیشیئروں کے پگھلنے کا سلسلہ جاری ہے جس کی زد میں اس علاقے کے بد قسمت باشندے بھی آئے۔ چنانچہ برف کا بہت بڑا تودہ گرنے کی وجہ سے اس علاقے کے ایک سو پندرہ گھر بالکل نیست و نابود ہوئے اور ان میں مکین سات سو پچاس افراد بالکل بے گھر ہو گئے۔ اگرچہ اکثر لوگوں نے قریبی پہاڑی پر چڑھ کر جان بچائی مگر اب ان کی زندگی موت سے بدتر ہو کر رہ گئی ہے۔ کیونکہ سیلاب ان کے مکانوں کے علاوہ ان کی کھیتوں اور ہزاروں مویشیوں کو بھی بہالے گیا ہے۔ افواج پاکستان نے اس موقع پر عوام کی زندگیاں بچانے کی جو کوشش کی ہے وہ قابل تحسین ہے مگر اب ان کے وجود کو خوراک، لباس اور رہائش کے اسباب کی عدم موجودگی کے ہاتھوں جو سنگین خطرہ لاحق ہے انہیں اس سے بچانا حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کیونکہ یہی محب وطن لوگ محاذ جنگ پر افواج پاکستان کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہیں۔ اب جبکہ سردیوں کی آمد آمد ہے ان غریبوں کے پاس سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں ہے۔ لہذا میری اور علاقہ خپلو کے عمائدین کی حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان سے پرزور اپیل ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کی گولڈن جوبلی کے پرمسرت موقع پر علاقہ کاندھے کے عوام کو بھی بحالی کا تحفہ دے کر ان کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا ازالہ کریں۔

حاجی محمد حسن
جنرل سکریٹری مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ پاکستان

اظہار ہمدردی

ادارہ نوائے صوفیہ علاقہ کاندھے کے سیلاب زدگان کے غم اور مصیبت میں برابر کا شریک ہے اور حکومت پاکستان، جملہ اہل بلتستان اور اہل صوفیہ نوربخشیہ سے بالخصوص اور اہل پاکستان اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں سے بالعموم اپیل کرتا ہے کہ وہ ان بھائیوں کے ساتھ اخلاقی اور مالی تعاون کریں۔

(ادارہ)

اظہار سپاس

مدرسہ عون المومنین صوفیہ نوربخشیہ سرگیب کے منتظمین علی ولد سودے کرکر مقیم کراچی کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے مدرسہ کے لئے مبلغ ۲۶۰۰ روپے عطیہ عنایت فرما کر ہماری مشکلات دور کرنے کی سبیل پیدا کی ہے۔

منتظمین مدرسہ

قاعدہ نور بخشیہ کی اشاعت

ادارہ مدرسہ عون المومنین صوفیہ نور بخشیہ سرگیب خپلو نے حاجی محمد اینڈ سنز خپلو کے مالی تعاون سے قاعدہ نور بخشیہ شائع کرایا ہے جس کی قیمت صرف مبلغ چھ (۶) روپے رکھی گئی ہے۔ یہ قاعدہ خپلو بازار یا مدرسہ کی انتظامیہ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

منتظمین مدرسہ

نام کی درستگی کا مطالبہ

میرا اصلی نام نثار حسین ہے لیکن کاغذات میں غلطی سے نثار علی لکھا گیا ہے لہذا ریکارڈ میں درستگی کی جائے۔

نثار حسین حال گلشن ٹاؤن سکردو

فقہ احوط کی تیسری بار اشاعت

یہ بات باعث مسرت ہے کہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی معروف فقہی کتاب الفقہ الاحوط جس کا اردو ترجمہ علامہ محمد بشیر صاحب نے کیا ہے مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے زیر اہتمام اشاعت پذیر ہو کر منظر عام پر آگئی ہے۔ یاد رہے کہ فقہ احوط کی بازار میں عدم دستیابی سے لوگوں میں بے چینی پائی جاتی تھی۔ اس عظیم الشان کتاب کو پہلی بار ندوہ اسلامیہ نور بخشیہ کراچی نے شائع کیا تھا اور بار دوم مرکزی انجمن صوفیہ نور بخشیہ پاکستان خپلو نے بصرف زر کثیر نہایت اہتمام سے شائع کروایا تھا۔ کتاب کے حقوق اشاعت مرکزی انجمن کے پاس محفوظ تھے چنانچہ اراکین انجمن نے وسیع تر قومی مفاد میں مدرسہ شاہ ہمدان کے مہتمم جناب دولت علی تھلوی کو اس کی اشاعت نو کی اجازت دی اور کتابت شدہ نسخہ بھی فراہم کیا۔ پیش لفظ کے علاوہ کتاب کے مندرجات ہو بہو بار دوم والے ہیں جن میں کسی قسم کی ترمیم یا تصحیح وغیرہ نہیں کی گئی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فقہ احوط کے مذکورہ ترجمہ شدہ ایڈیشن کو انجمن صوفیہ نور بخشیہ دراس کارگل نے حاجی محمد اسماعیل شمشاد کی وساطت سے بھارت سے شائع کیا ہے

زیر تبصرہ کتاب کی بائنڈنگ اور گٹ اپ عمدہ ہے تاہم قیمت عوام کی استطاعت سے باہر رکھی گئی ہے۔ امید کی جا رہی ہے کہ عوام اور طلباء کے افادے کی غرض سے کتاب کی موجودہ قیمت جو مبلغ دو سو پچاس روپے (۲۵۰) ہے کم کی جائے گی۔

جی۔ ایچ معروفی

مدرسہ شاہ ہمدان کا خصوصی اجلاس

مدرسہ شاہ ہمدان کا ایک خصوصی اجلاس جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب کی زیر صدارت مورخہ ۱۵ جون کو مسجد شاہ ہمدان سکردو میں منعقد ہوا جس میں مدرسہ کی عمومی کارکردگی اور مالی امور کا جائزہ لیا گیا اور اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ مدرسہ کی نئی عمارت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اور مدرسے کا نظم و نسق بھی بطریق احسن چل رہا ہے۔ انشاء اللہ مخیر حضرات کے مالی تعاون کے ساتھ اگلے سال مدرسہ کی دوسری منزل کی تعمیر کا کام بھی شروع کیا جائے گا۔ اجلاس میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے اپنی آمدنی سے مستقل اور ہنگامی بنیادوں پر چندے عطا فرمائے۔ امید ہے کہ ان مخلص اور دین دار کارکنوں کا تعاون آئندہ بھی جاری رہے گا۔ اجلاس میں جناب صوبیدار (ریٹائرڈ) محمد ابراہیم صاحب اکاؤنٹنٹ مدرسہ شاہ ہمدان نے سال ۹۵-۹۶ اور سال ۹۶-۹۷ کا میزانیہ پیش کیا۔ جس کے مطابق مدرسہ کو گزشتہ سال کل ۹۲۵۰۹۳ روپے کی اور امسال ۱۳۵۷۳۵ روپے کی آمدنی ہوئی جبکہ ان دو سالوں کے اخراجات کا تخمینہ بالترتیب ۱۳۷۰۱۹ روپے اور ۲۹۱۱۵۸ روپے ہے۔ مدرسہ شاہ ہمدان کی نئی عمارت کی تعمیر پر جو آٹھ بڑے کلاس رومز اور آٹھ دکانوں پر مشتمل ہے ۴۳۱۵۰ روپے لاگت آئی ہے۔ اس طرح مدرسہ اور دکانوں کی تعمیر کا کل خرچ ۱۱۸۳۲۳ روپے اور مجموعی بجٹ ۲۰۳۲۰ روپے ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے مسلک صوفیہ نور بخشیہ کے جملہ پیروکاروں سے اپیل کی ہے۔ مدرسہ کو مزید فعال بنانے کے لئے زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیہ جات وغیرہ مدرسہ کے منتظمین کو پہنچا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

سکریٹری نشر و اشاعت

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

قارئین کے خطوط

لیاقت علی خان

نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۲۹ نظر سے گزرا۔ بہت ہی عمدہ رسالہ ہے۔ مذہب صوفیہ کے تشخص کو عالمگیر بنانے میں یہ رسالہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ نوائے صوفیہ کا شمار ملک کے چیدہ رسالوں میں ہوتا ہے۔

حوالدار محمد اسماعیل ذبیح
پاکستان رینجرز ضلع بہاولنگر
تحصیل فورٹ عباس

نوائے صوفیہ کے لئے ڈاکٹر غازی صاحب کی خدمات گراں قدر ہیں۔ منشور ملک عشق کی ایک کاپی ارسال فرمائیں۔

سجاد حسین ایف پی یو ۸

اہل صوفیہ کے ملی شعور اور مذہبی درد رکھنے والوں کی امنگوں کا واحد ترجمان رسالہ نوائے صوفیہ جس آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ اسے مزید ترقی دے۔

بسمل ہری کوٹی گلگھے

تفکر و تذکر کے عنوان کے تحت مضمون ۔ خواہش اور خوف " پڑھ کر دل نے محسوس کیا کہ ہمارے دین میں عقل محکوم کو راہ راست پر لانے کی صلاحیت رکھنے والے ڈاکٹر بھی موجود ہیں امید ہے کہ آپ میرا نفسیاتی مسئلہ بھی حل کریں گے۔

محمد شعیب کھرمنگی
ڈگری کالج سکردو

جواب ۔ محترم شعیب صاحب ۔ انشاء اللہ آپ کے مسائل کا تفصیلی حل ڈاکٹر صاحب سے پوچھ کر خط لکھ دیں گے ۔ آپ اگر اپنے مسئلے پر مزید کھل کر بات کریں تو رہنمائی آسان ہو جائے گی فی الوقت یہی گزارش کرتے ہیں کہ آپ احساس کمتری کو دل سے نکال کر اپنی خداداد صلاحیتوں کا کھوج لگانے میں مصروف ہو جائیے اور اپنی خودی اور اپنے خدا پر بھروسہ کر کے راستے کی صعوبتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے منزل مقصود کی جانب سفر جاری رکھئے اور اس بات کا یقین رکھئے کہ جہد مسلسل کا ثمر درخشاں کامیابی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

کارگل

میں کارگل میں بک سیلر کی حیثیت سے لوگوں کی خدمت کرتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے کتب و رسائل منگواتا ہوں ۔ میرے بہت سے دوستوں نے آپ لوگوں سے رسالہ منگوانے کی سفارش کی ہے چنانچہ میں اپنی دکان کے لئے پچاس کاپیاں منگوانا چاہتا ہوں ۔ اس کے لئے قواعد و ضوابط سے آگاہ کریں تاکہ میں دہلی جا کر مطلوبہ رقم بھیج سکوں کیونکہ یہاں فی الحال زر مبادلہ کی سہولت نہیں ہے ۔ آپ کے پاس موجود تمام

کتابوں کی فہرست بھی شائع کریں تاکہ یہاں بسنے والے اہل نوربخشیہ انہیں منگوا سکیں۔

شاہین بک سیلرز اینڈ سٹیشنرز کارگل

تھرو نگوس دراس

اراکین نوائے صوفیہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی کوششوں سے مذہب صوفیہ کی پژمردہ شاخیں پھر سے سرسبز و شاداب ہونے لگی ہیں ۔ بد قسمتی سے سکردو سے رابطہ ختم ہو جانے کے بعد تبلیغ کے فقدان کی وجہ سے اہل صوفیہ کی اکثریت اپنا عقیدہ تبدیل کر چکی ہے ۔ جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ مذہبی مسائل کے تسلی بخش جواب نہ ملنے کی وجہ سے نوجوان لوگ پریشان اور سرگرداں رہتے تھے لیکن مطالعہ کے لئے دعوات صوفیہ کے پرانے فارسی نسخے کے علاوہ کوئی کتاب دستیاب نہیں تھی ۔ آج اپنی آنکھوں سے اپنے زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ مضامین اور بحث و مباحثے کے اقتباسات کے ساتھ رسالہ نوائے صوفیہ دیکھا تو گویا آنکھوں میں نور پیدا ہوا اور آپ لوگوں کو مبارکباد دیئے بغیر نہ رہ سکا ۔ میں بانی رسالہ ڈاکٹر غازی صاحب کے حق میں دعا گو ہوں ۔ ہمارے ذہنوں میں سوالات کے انبار ہیں جن کے جواب ہمیں اور مذہب صوفیہ کے نکتہ چینوں کو درکار ہیں ۔ مہربانی فرما کر ان سوالوں کے جواب جلد ارسال کریں تاکہ ہمارے ذہنوں کو تسکین ہو اور نکتہ چین ساتھی بھی

دوبارہ اس طرف راغب ہو سکیں۔ علامہ بشیر صاحب کے سوانح حیات سے بھی مطلع فرمائیں۔

سید محمد شاہ
نائب صدر انجمن نوربخشیہ دراس

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۳۱ پڑھنے کو ملا۔ بلتستان میں اشاعت اسلام کے موضوع پر زیڈ۔ اے بلغاری صاحب کے مضمون کے چند مندرجات سے ہمیں اختلاف ہے۔ انہوں نے مذہب صوفیہ کو شیعہ اور سنی کے مابین شاہ سید محمد نوربخش کا ایجاد کردہ مذہب قرار دیا ہے اور شاہ سید کو اس مذہب کا بانی اور موسس لکھا ہے حالانکہ اس پاک مذہب کے بانی تو خود رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جبکہ شاہ سید محمد نوربخش ان کی تعلیمات کو ہم تک پہنچانے کا محض وسیلہ بنے ہیں ہم نہ صرف شاہ سید محمد نوربخش بلکہ ان سے قبل کے سلسلۃ الذہب کے تمام بزرگان کی تعلیمات پر بھی عمل کرتے ہیں۔ ہم شاہ سید کے مقلد نہیں بلکہ پیروکار ہیں وہ اس سبب سے کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کو بلاکم وکاست ہم تک پہنچایا ہے۔

دوسری اہم بات یہ کہ بلغاری صاحب نے مبلغ اسلام حضرت میر شمس الدین عراقی بت شکن کو ایک تنگ نظر ملا بنا کر صرف مسلک نوربخشیہ کا مبلغ قرار دیا ہے حالانکہ وادی کشمیر اور برصغیر پاک وہند میں وہ ایک عظیم مبلغ اسلام سمجھے جاتے ہیں۔ جس طرح انہیں دین اسلام پر فخر تھا اسی طرح آج ہمیں بھی محض دین اسلام سے وابستہ ہونے پر فخر ہے۔ ہم اپنے آپ کو کوئی فرقہ یا مسلک کہلانے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ دین اسلام کل کا نام ہے جز کا نہیں۔ ہمارے بزرگوں کا اہل بیت سے محبت ہونے کے ساتھ ساتھ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض نہ رکھنا اور ان سے احادیث نقل کرنا بھی کوئی عجیب اور انوکھی بات نہیں جس کا اہتمام سے ذکر کیا جائے۔ یہ ہمارے تمام بزرگوں کا طرہ رہا ہے۔ جبکہ بلغاری صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخیرۃ الملوک" کو دیکھنے سے سنی اور "مودۃ القربیٰ" کو پڑھنے سے شیعہ لگتے ہیں۔ ہاں ہم بلغاری صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ وہ ایک وسیع المشرب صوفی تھے اور اسلام کے جملہ مکاتب فکر کا احترام کرتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی کی راہ پر گامزن تھے۔ ہمارے نزدیک اسی کا نام اسلام ہے اور یہی ہمارا دین اور مذہب ہے۔ ہمارے بزرگان دین نے ہمیشہ اسلام میں فرقہ بندی کی مخالفت کی ہے۔ امید ہے کہ بلغاری صاحب ہماری تعمیری تنقید سے ناراض نہیں ہوں گے۔

محمد یعقوب و محمد نعیم سرمیکی
سکردو بلتستان

بعد آداب التماس ہے کہ نوائے صوفیہ پڑھنے کا اتفاق ہوا اپنا مضمون دیکھ کر دل خوش ہوا مگر ایک جگہ ذوق و وجدان نے ناگواری محسوس کی ہے میرا اشارہ کتابت کی اس غلطی کی طرف ہے کہ لفظ "تعلیم" کی جگہ "علم" لکھا گیا تھا۔ سلطان سخن حضرت علامہ سلطان علی بلغاری بلتستان کے عظیم شاعر ہیں آپ کے شاگردوں میں سید عباس شگری جیسے عظیم شاعر بھی شامل ہیں جبکہ ملا ابراہیم تھلوی، مولوی عبدالرحیم غوازی اور بوا سلطان پہ ذوغونی کو بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ ہمارے شگفتہ قلم بزرگ مولانا غلام حسن صاحب نے مجلہ کاروان ادب شمارہ اول شائع شدہ ۱۹۹۳ء میں اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ بلتی قصائد میں سید عباس، بحر طویل اور گوشوار؛ میں بابا جوہر کو سلطان علی پر فوقیت حاصل تھی البتہ فارسی شاعری اور تصنیف و تالیف میں سلطان علی ان دونوں سے "ممتاز تھے"۔ مجھے اس بیان کے دوسرے حصے سے تو اتفاق ہے لیکن فاضل مضمون نگار کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ حضرت سلطان بلتی قصائد میں بھی سید عباس، بوا جوہر اور دیگر شعراء پر فوقیت رکھتے تھے۔ ان کے وجد انگیز بلتی قصیدوں سے صوفیہ نوربخشیہ کے مخصوص عقائد کی ترجمانی ہوتی ہے۔ بلتی شاعری میں جو فلسفیانہ اور عارفانہ اسلوب حضرت سلطان کا تھا وہ کسی دوسرے شاعر کے حصے میں نہیں آیا۔ برادرم ضامن علی بلغاری ایم اے نے اپنے شائع شدہ مضمون میں بوق بوق نامہ کو انسائیکلوپیڈیا کا درجہ دے کر خوش ذوقی کا ثبوت دیا ہے۔ ممتاز محقق مولانا غلام حسن نے کاروان ادب میں حضرت سلطان کی تصانیف کے ضمن میں شافیہ اور کافیہ نامی جن دو کتابوں کا ذکر کیا ہے، راقم الحروف کے نزدیک وہ حضرت کی تصنیف نہیں ہیں البتہ انہوں نے علم نحو پر ایک کتاب ضرور لکھی تھی جس کا نام الوافیہ ہے۔ اس کتاب میں درسی کتاب کافیہ کی فنی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

باقی صفحہ ۲۵

پنجاهمین سال زرین جشن استقلال پاکستان

دکتر محمد حسین تسبیحی رها
مرکز تحقیقات فارسی ایران

بخشش یزدان ، جشن آزادی تحفه رحمان جشن آزادی
کشور آزاد ، از مسلمانان کشور پاکان ، جشن آزادی
هر کجا باشد ، نور حق روشن گوهر رخشان ، جشن آزادی
ای مسلمانان ، گرد هم آیید چون گل خندان ، جشن آزادی
قدرت کشور ، مردم مؤمن وحدت اخوان ، جشن آزادی
حشمت مردم ، جشن زرین است قدرت ایمان ، جشن آزادی
سال پنجاهم ، یوم استقلال یوم پاکستان ، جشن آزادی
سال پنجاهم هر کجا روشن سال آزادان ، جشن آزادی
مردم ایران ، یار و همراهند یک دل و جان ، جشن آزادی
هر که می گوید ، من مسلمانم هدیه قرآن ، جشن آزادی
لفظ آزادی ، قوت دلها چهره جانان ، جشن آزادی
شادی این روز ، آمده رحمت ماه نور افشان ، جشن آزادی
پرچم پاکان ، سبز و اسپید است گل به دامانان ، جشن آزادی
جنگل و صحرا ، سبز و شاداب است جوشش مهران ، جشن آزادی
چج و راوی ، جهلم و مهران شد غزل خوانان ، جشن آزادی
هر طرف بنگر ، گلشن اقبال وادی کاغان ، جشن آزادی
سند و پنجاب است ، مرکز وحدت هم بلوچستان ، جشن آزادی
سرحد و هنزه ، وادی کشمیر یاور یاران ، جشن آزادی
قائد اعظم ، پیکر ملت مرکز عرفان ، جشن آزادی
زنده باشد این جشن آزادی این جوانمردان ، جشن آزادی
یوم آزادی ، وصف آزادی قصر آزادان ، جشن آزادی
خانه فرهنگ ، خانه ایران مجلس یاران ، جشن آزادی
این رها ، گوید ، راه حق جوید جان پاکستان ، جان آزادی

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No. B/1-D-97

